آسان اُردو 6

چھٹی جماعت کے لیے

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ

طبع کنندہ

تیار کردہ: سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو، سندھ

منظور شدہ: وفاقی محکمۂ تعلیم شعبہ نصاب اسلام آباد

بطور واحد نصابی کتاب برائے مدارس صوبۂ سندھ

قومی کمیٹی برائے جائزہ کتب نصاب کی تصحیح شدہ

نگرانِ اعلیٰ: احمد بخش ناریجو
چیئرمین، سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ

نگراں: ناہید اختر

مصنفین: مسز پروین کاظمی
شبّیر حسین
سیّد رضی عباس زیدی
ڈاکٹر عبدالحق خاں حسرت کاسگنجوی
ساقی جاوید
ڈاکٹر سعدیہ نسیم
سیّد مسّرت حسین رضوی
محمّد ناظم علی خاں ماتلوی

مُدیران: خواجہ محمد صدّیق
ڈاکٹر عبدالحق خاں حسرت کاسگنجوی
محمد ناظم علی خاں ماتلوی

کمپیوٹر گرافکس:

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حمد

جو چِیز خدا نے ہے بنائی
اس میں ظاہر ہے خُوش نُمائی
ہر چیز کی ہے ادا نِرالی
حکمت سے نہیں ہے کوئی خالی
اُس کی قدرت سے پھُول مہکے
پھُولوں پہ پرندے آ کے چہکے
چڑیوں کے عجیب پَر نکالے
اور پھُول ہیں عِطر میں بسائے
جاڑا، گرمی، بہار، برسات
ہر رُت میں نیا سماں، نئی بات
گائیں، بھینسیں، عجیب بنائیں!
کیا دودھ کی ندّیاں بہائیں
روشن آنکھیں بنائیں دو دو
قدرت کی بہار دیکھنے کو
دو ہونٹ دیے کہ منہ سے بولیں
شُکر اس کا کریں، زبان کھولیں

(محمد اسمٰعیل میرٹھی)

مشق

(الف) اس نظم کو زبانی یاد کیجیے۔

(ب) معنی لکھیے:

الفاظ: خُوش نُمائی - ادا - حِکمت - رُت - نرالی - بَسائے

معنی: جُدا جُدا - دانائی - رنگ ڈھنگ - موسم - خوب صورتی - خُوش بُو سے بھر دیے

(ج) صحیح معنوں پر یہ (✓) نشان لگائیے:

۱- حکمت سے نہیں کوئی خالی۔ (الف) ہر چیز کار آمد ہے۔ (ب) ہر کوئی دانا ہے۔
(ج) ہر چیز سے اللہ تعالیٰ کی دانائی ظاہر ہوتی ہے۔

۲- چِڑیوں کے پَروں کو عجیب، اس لیے کہا گیا ہے کہ: (الف) وہ خُوش نُما ہوتے ہیں۔
(ب) وہ چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ (ج) ان کی مدد سے چِڑیاں ہوا میں اُڑ سکتی ہیں۔

۳- پھُول عِطر میں بسانے کا مطلب یہ ہے کہ: (الف) پھُولوں کو خُوش بُو سے بھر دیا۔
(ب) پھُولوں پر عِطر چھڑک دیا۔ (ج) پھُولوں سے عِطر پیدا کیا۔

(د) خالی جگہوں کو دیے ہوئے الفاظ سے پُر کیجیے:

الفاظ: حِکمت - نعمتوں - خُوش نُما - رُت - شُکر

۱- ہر چیز سے اللہ تعالیٰ کی ________ ظاہر ہوتی ہے۔

۲- اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی بنائی ہے، ________ بنائی ہے۔

۳- ہر ________ کی شان دوسری سے بالکل جدا ہے۔

۴- انسان کو اللہ تعالیٰ کی ________ کا ________ ادا کرنا چاہیے۔

☆ حمد اس نظم کو کہتے ہیں، جس میں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور اس کے احسانات بیان کر کے، اُس کا شُکر ادا کیا جائے۔

ہجرتِ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمْ

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مُصطفٰی ﷺ مکّے میں پیدا ہوئے۔ وہیں آپ ﷺ کو نبوّت عطا ہوئی اور وہیں آپ ﷺ نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینی شروع کی۔ شروع شروع میں مکّے کے چند افراد نے اِسلام قبول کیا۔ اکثر لوگ کُفر پر اَڑے رہے اور اُنہوں نے رَسُولِ کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو اس قدر تکلیفیں دیں کہ انھیں مکّہ چھوڑنا پڑا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے پہلے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ کو ہجرت کی اجازت دی۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ ﷺ بھی مکّہ چھوڑ کر مدینے تشریف لے جانے کے لیے تیار ہوگئے۔

مکّے کے کافروں کو یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ حُضور ﷺ شہر چھوڑ کر جانے والے ہیں۔ انھیں خطرہ تھا کہ حضور ﷺ مکّے سے باہر رہتے ہوئے بھی دعوتِ اسلام جاری رکھیں گے۔ اس لیے انھیں یہ بات بھی گوارا نہ تھی کہ آپ ﷺ مکّے سے مدینے چلے جائیں۔ چناں چہ جس رات حُضورِ اکرم ﷺ نے ہجرت کا اِرادہ کیا، اُسی رات قریش کے بڑے بڑے قبیلوں کا ایک ایک جوان لیا گیا اور ان سب لوگوں نے رات کے وقت حُضور ﷺ کے گھر کو گھیر لیا۔

نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوگیا کہ کُفار آپ ﷺ کے مکان کو گھیرے کھڑے ہیں، مگر آپ ﷺ نے اس کی پروانہ کی اور اپنا ارادہ تبدیل نہ فرمایا۔

کُفار، حُضورِ اکرم ﷺ کے جانی دُشمن تھے۔ لیکن آپ ﷺ کو مکّے کا سب سے زیادہ دیانت دار شخص سمجھتے ہوئے اپنی امانتیں حُضور ﷺ ہی کے پاس رکھواتے تھے۔ مکّے سے

رُخصت ہوتے وقت بھی آپ ﷺ کے پاس بہت سے لوگوں کی اَمانتیں موجود تھیں۔ آپ ﷺ نے اَمانتوں کا معاملہ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ کو سمجھا دیا اور فرمایا: "میرے بستر پر میری چادر اوڑھ کر سو جانا اور پھر یہ اَمانتیں ان کے مالکوں کو دے کر مدینے چلے آنا۔" اس کے بعد حضور ﷺ قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے اپنے مکان سے باہر تشریف لے گئے۔ اس وقت گھیراؤ کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے غفلت طاری ہو گئی اور وہ حُضور ﷺ کو گھر سے باہر جاتے ہوئے نہ دیکھ سکے۔

گھر سے نکل کر حُضور اکرم ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ ان سے پہلے ہی ہجرت کا ذکر ہو چکا تھا۔ حَضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی حُضور ﷺ کے ساتھ ہو لیے۔ انھیں معلوم تھا کہ کُفار ان کا پیچھا کریں گے۔ اس لیے مدینے جانے والے راستے کا رُخ کرنے کی بجائے اس کی مخالف سَمت میں تشریف لے گئے۔ شہر سے باہر ثَور نامی پہاڑ کے ایک غار میں جا کر ٹھہرے۔ کُفار کے سردار، ابو جہل کو معلوم ہوا کہ دونوں حضرات بچ کر نکل گئے ہیں تو اُس نے اعلان کرایا کہ جو شخص ان کو زندہ یا مُردہ پکڑ کر لائے گا اسے ایک سو سُرخ اُونٹ انعام میں دیے جائیں گے۔ اس زمانے کے لحاظ سے یہ ایک غیر معمولی انعام تھا۔ اعلان کو سنتے ہی بہت سے لوگ ان کی تلاش میں آس پاس کے علاقوں میں پھیل گئے۔ کچھ لوگ تو تلاش کرتے کرتے اس غار کے منہ تک آ پہنچے۔ اُن کی آوازیں غار کے اندر سنائی دینے لگیں۔ حَضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کُفار کی آوازیں سنیں تو حُضور ﷺ سے عرض کیا: "یا رسول اللہ! دشمن اتنے قریب آ گئے ہیں کہ اگر انھوں نے اپنے پیروں کی طرف نِگاہ کی تو ان کی نَظَر ہم پر پڑ جائے گی۔" حُضورِ اکرم ﷺ

نے فرمایا: "فِکر نہ کرو، اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔"

دو دن اور تین راتیں غار میں گزار کر دونوں حضرات مدینے کی جانب روانہ ہوئے۔ راستے میں سُراقہ نامی ایک شخص نے آپ ﷺ کو پہچان لیا۔ اس نے ارادہ کیا کہ گھوڑا دوڑا کر آپ دونوں پر حملہ کرے، لیکن اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی، وہ سنبھلا اور ایک بار پھر حملا کرنا چاہا۔ اس مرتبہ گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے اور سُراقہ گر پڑا۔ اسے یقین ہو گیا کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں۔ چناں چہ اس نے بڑی عاجزی سے جان کی اَمان مانگی۔ اَمان دے دی گئی۔ سُراقہ نے عرض کیا: "اب میں کسی حملہ آور کو آگے نہیں آنے دوں گا۔" اس کے بعد حضور ﷺ مدینے پہنچ گئے جہاں مسلمان آپ ﷺ کی آمد کا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔ وہ آپ ﷺ کو ہمراہ لے کر تکبیریں کہتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے۔

حضور ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے اس بستی کا نام یثرب تھا۔ مگر حضور ﷺ کے تشریف لے آنے کے بعد مسلمان اسے مدینۃ النّبی ﷺ یعنی نبی ﷺ کا شہر کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ عام زبانوں پر مدینہ رہ گیا۔ مسلمانوں کا ہجری سنہ نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے واقعے سے شروع ہوتا ہے۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱۔ رسولِ اکرم ﷺ نے مکے سے مدینے ہجرت کیوں کی؟

۲۔ کُفارِ قریش نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کے لیے کیا منصوبہ بنایا؟

۳۔ ہجرت کے سفر میں آپ ﷺ کے ساتھی کون تھے؟

۴- مکّے سے نکل کر دونوں ساتھی کہاں گئے ؟

۵- سُراقہ کو کیسے یقین آیا کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں ؟

۶- مدینے کا پہلا نام کیا تھا؟

(ب) ہر نام کے سامنے اس کلمے کا نمبر درج کیجیے جو اس کے ساتھ استعمال ہوتا ہے:

رَسُوْلِ اکرم	۱- رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ
حضرت علی	۲- رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا
کوئی صحابی	۳- صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ
کوئی صحابیہ	۴- کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ

(ج) نیچے دیے ہوئے معنی تلاش کر کے ہر لفظ کے سامنے لکھیے:

الفاظ: تلاوت-غفلت-غیر معمولی-امان-تکبیر-سَمت

معانی: پناہ-اللہ اکبر کہنا-بہت بڑا-بے ہوشی-قرآن پاک پڑھنا-طَرف

(د) ابو جہل، کفارِ قریش کا سردار جو جنگِ بدر میں ہلاک ہوا۔

سُراقہ، جس نے ایک سو سُرخ اونٹوں کا انعام حاصل کرنے کے لیے حضور ﷺ کا پیچھا کیا۔ مگر غلطی کا احساس ہونے پر شرمسار ہوا اور بعد میں مسلمان ہو گیا۔

(ہ) خالی جگہوں کو دیے ہوئے الفاظ سے پُر کیجیے:

الفاظ: دھنس - نبی ﷺ کا شہر - کُفر - گوارا - مدینے - اَمان۔

۱- مکّے کے اکثر لوگ __________ پر اڑے رہے۔

۲- کُفارِ مکّہ کو رسولِ اکرم ﷺ کا مکّے سے __________ تشریف لے جانا __________ نہ تھا۔

۳- سُراقہ کے گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں __________ گئے۔

۴- سُراقہ نے حضور ﷺ سے جان کی __________ مانگی۔

۵- مدینۃُ النَّبی کے معنی ہیں __________۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں

"اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہوا بھی ایک بڑی نعمت ہے۔ جب تک کوئی نعمت ہمیں حاصل رہتی ہے ہم اس کی پوری قدر نہیں کرتے۔ ہاں جب وہ چِھن جاتی ہے تو اس کی قدر معلوم ہوتی ہے۔" ماسٹر صاحب نے کہا اور پھر کچھ سوچ کر بولے: "آج آپ کو ایک مضمون لکھنا ہے، کیوں نہ اس کا عُنوان "اللہ تعالیٰ کی نعمتیں" رکھا جائے؟" سب لڑکوں نے اس تجویز کو پسند کیا۔ اب ماسٹر صاحب نے اس عُنوان پر بچّوں سے گفتگو شروع کی۔

ماسٹر صاحب: بچّو! بتایئے: اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیا کیا نعمتیں عطا فرمائی ہیں؟

حامد: جناب! ہَوا کی طرح پانی اور غِذا بھی اللہ تعالیٰ کی نَعمتیں ہیں۔

ماسٹر صاحب: بے شک ہَوا، پانی اور غِذا بڑی نَعمتیں ہیں۔ کِسی اور نَعمت کا بتایئے۔

اللہ ڈنو: جناب! سُورج، جس کی روشنی اور حَرارت سے انسان، حیوان اور پودے زندہ رہتے ہیں اور بڑھتے ہیں۔

ماسٹر صاحب: شاباش۔ آپ نے بہت اہم نَعمت کا ذِکر کیا ہے۔

اکرم: جناب! ہمارے والدین جو ہماری پَرورِش کرتے ہیں اور ہمارے اُستاد جو ہمیں پڑھنا لکھنا اور آداب و اخلاق سِکھاتے ہیں۔

ماسٹر صاحب: آپ نے بھی بہت اچّھا جواب دیا۔

جاوید: زور سے، جناب! گائے۔

ماسٹر صاحب: (بچّوں کو ہنستا دیکھ کر خود بھی مسکراتے ہیں) ہاں ٹھیک ہے۔ گائے اور دوسرے جانور بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہیں، لیکن اب تک جِن نَعمتوں کا ذِکر

ہو چکا ہے، گائے ان کے مقابلے میں کم درجے کی نعمت ہے۔

سلیم: جناب، جاوید کے ذہن میں یہ شعر ہوگا:

جس نے ہماری گائے بنائی　　　رَبُّ کا شکر اَدا کر بھائی

ماسٹر صاحب: ہاں ممکن ہے اُن کے ذہن میں اُس وقت یہی شعر ہو۔

بچّو! حامد، اللہ ڈنو اور اکرم نے اللہ تعالیٰ کی چند بڑی نَعمتوں کا ذکر کیا ہے۔ ہم آپ کو دو اور ایسی نعمتیں بتاتے ہیں جو اِن نعمتوں سے کہیں زیادہ مُفید ہیں۔ ان میں سے پہلی نَعمت ہے عقل، جس کے بغیر ہم کوئی کام سلیقے سے نہیں کر سکتے۔ اگر ہمیں یہ نَعمت مُیسر نہ ہوتی تو ہم میں اور جانوروں میں کوئی فرق نہ ہوتا۔ اسی عقل کی مدد سے ہم عِلم سیکھتے ہیں اور دنیا میں بڑے سے بڑا کام انجام دیتے ہیں۔

مانیٹر: (بے تابی سے) اور جناب دوسری نعمت؟ کیا عقل سے بھی زیادہ اہم ہے؟

ماسٹر صاحب: ہاں، وہ عقل سے بھی زیادہ اہم نَعمت ہے اور وہ ہے ایمان۔ بعض اوقات انسان کی عقل بھی دھوکا کھا جاتی ہے اور علم کو بھی وہ غلط کاموں میں استعمال کر لیتا ہے مگر جو ہدایت اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے بھیجی ہے وہ انسان کو عقل، عِلم اور دوسری تمام نَعمتوں سے فائدہ اٹھانے کا طریقہ سِکھاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی سچّائی پر یقین کو اِیمان کہتے ہیں۔ دوسری نَعمتیں صرف دُنیا کی حد تک ہمارے کام آتی ہیں لیکن ایمان اور اس کے مطابق عمل سے دنیا میں بھی کامیابی حاصل ہوتی ہے اور آخرت میں بھی۔

فاروق: تو جناب! کیوں نہ آج کے مضمون کا عُنوان "اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نَعمت" رکھا جائے۔

ماسٹر صاحب: ہاں یہ اس سے بھی اچھا عُنوان ہے لیکن آپ اپنے مضمون میں صرف ایک ہی نَعمت کا ذکر نہ کریں بلکہ ہَوا، پانی، غِذا، سُورج، حیوانات، نَباتات اور عقل وعِلم کا بھی ذکر کریں۔

سب بچّے: بہت اچھّا، جناب۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- ہَوا، پانی اور غذا اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں، بتائیے کیسے؟
۲- سُورج سے ہماری کون سی ضَرورتیں پُوری ہوتی ہیں؟
۳- ماں باپ نے ہم پر کیا احسانات کیے ہیں؟
۴- انسان کو جانوروں سے اُونچا درجہ کس وجہ سے حاصل ہوا؟
۵- ایمان سے کیا مُراد ہے؟ اور یہ سب سے بڑی نَعمت کیسے ہے؟
۶- دُنیا اور آخرت میں کامیابی کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟

(ب) ہر لفظ کے معنی لکھیے:

الفاظ: حَرارَت - عُنوان - اہم - ہِدایت - مُیَسر

معانی: ۱-ضروری ۲-رہنمائی ۳-گرمی ۴-حاصل ۵-سُرخی

(ج) دیے ہوئے الفاظ سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے:

الفاظ: عُنوان۔ مُیَسَّر۔ رہنمائی۔ قدر۔ حَرارَت۔ روشنی

۱۔ نَعمت کی ________ اس وقت ہوتی ہے جب وہ چِھن جاتی ہے۔

۲۔ ________ اور ________ زندگی کے لیے نہایت ضروری ہیں۔

۳۔ اس کتاب کے پہلے سبق کا ________ حمد ہے۔

۴۔ بعض غریبوں کو دو وقت کی روکھی سوکھی بھی ________ نہیں۔

۵۔ عقل مشکل سے مشکل کام میں ہماری ________ کرتی ہے۔

(د) اللہ تعالیٰ کی نَعمتیں، کے عُنوان سے ایک مختصر مضمون لکھیے۔

(ہ) پہلے کالم کی ہر عبارت کو دوسرے کالم کی مناسب عبارت کے ساتھ ملا کر جُملے مکمل کیجیے:

(۱)	(۲)
۱۔ ہمارے ماں باپ	بعض اَوقات دھوکا کھا جاتی ہے۔
۲۔ ہمارے اُستاد	کوئی کام سَلیقے سے نہیں کیا جا سکتا۔
۳۔ سُورج کی روشنی کے بغیر	ہمیں لکھنا پڑھنا اور آدب سکھاتے ہیں۔
۴۔ عقل کے بغیر	جاندار اور پودے زندہ نہیں رہ سکتے۔
۵۔ انسان کی عقل بھی	ہماری پرورِش کرتے ہیں۔

نعت

ہمارے نبی ﷺ پر ہوں لاکھوں سَلام

نہ کیوں جان و دل سے ہوں پیارے نبی ﷺ	حبیبِ خدا ہیں ہمارے نبی ﷺ
بنے مُقتدی اُن کے سارے نبی	ہوئی آپ ﷺ ہر پر نبوت تمام

ہمارے نبی ﷺ پر ہوں لاکھوں سَلام

وہ آئے تو بچھڑے ہوئے مِل گئے	خوشی سے دلوں کے کنول کِھل گئے
غلط کہنے والوں کے لَب سِل گئے	سُنایا انھوں نے جو رَب کا کلام

ہمارے نبی ﷺ پر ہوں لاکھوں سَلام

جو ظالم تھے وہ رحم کرنے لگے	بُرے، دَم بھلائی کا بھَرنے لگے
جو کافِر تھے وہ حق پہ مَرنے لگے	سُنا جب اُنھوں نے خُدا کا پیام

ہمارے نبی ﷺ پر ہوں لاکھوں سَلام

ہمیں جو بھی اللہ کی نعمت مِلی	جو یہ عظمت و شان و شوکت مِلی
حقیقت میں اُن ﷺ کی بدولت مِلی	نہ کیوں اُن ﷺ کا ہم سب کو پیارا ہو نام

ہمارے نبی ﷺ پر ہوں لاکھوں سَلام

(عنایت علی خاں ٹونکی)

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- نعت کِس نظم کو کہتے ہیں؟ آپ کو کوئی اور نعت یاد ہے تو لکھیے۔

۲- اس نعت میں پانچ پانچ مصرعوں کے چار بند ہیں۔ ہر بند کا پانچواں مصرعہ کیا ہے؟ لکھیے۔

۳- رسول اللہ ﷺ پر سلام بھیجنے کا طریقہ کیا ہے؟

(ب) ذیل کی ہر عبارت کے سامنے اس مصرعے کا نمبر لکھیے جس کے معنی اس سے مِلتے جُلتے ہیں۔

مثال:	بند نمبر	مصرعہ نمبر
معراج کی رات ہمارے نبی ﷺ نے امام بن کر سارے نبیوں کو نماز پڑھائی۔	۱	۳
۱- ہم رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتے ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ بھی اُن سے مُحبت کرتے ہیں۔	ـــــــ	ـــــــ
۲- حُضور ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔	ـــــــ	ـــــــ
۳- حُضور ﷺ نے آپس میں لڑتے رہنے والے قبیلوں میں محبت اور اُلفت پیدا کر دی۔	ـــــــ	ـــــــ
۴- بُروں نے بھلائی کا ساتھ دینا شروع کر دیا۔	ـــــــ	ـــــــ
۵- مسلمانوں کو رَسُول اللہ ﷺ کی فرماں برداری ہی سے عزّت اور شَان و شوکت حاصل ہوئی۔	ـــــــ	ـــــــ
۶- اللہ تعالیٰ کا کلام سن کر کافروں کی زبان بند ہو گئی۔	ـــــــ	ـــــــ
۷- لوگوں نے کُفر کو چھوڑا اور حق کے لیے جان کی بازی لگا دی۔	ـــــــ	ـــــــ

حضرت اِمام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حضرت اِمام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ اور حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے صاحبزادے اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ کے نواسے تھے۔ رَسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ حضرت امام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے والدین اور اپنے نانا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ کی شفقت بھری گود میں پروان چڑھے۔ آپؓ بڑے پرہیزگار، عبادت گزار، سَخی، بہادر اور بُلند پایہ عَالم تھے۔

حضرت امیر معاویہؓ کے بعد جب ان کا بیٹا یزید خلیفہ بنا تو بعض صحابہؓ کو یہ بات ناگوار گزری۔ یزید میں پہلے خُلفاء جیسی خُوبیاں نہ تھیں۔ حضرت اِمام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا خیال تھا کہ اگر یزید جیسے لوگ خلیفہ بنتے رہے تو اسلام کا سیاسی نظام بگڑ جائے گا۔ چناں چہ یزید کی کوشش کے باوجود آپؓ نے اُسے خلیفہ تسلیم نہ کیا۔ اسی اثنا میں کُوفے کے لوگوں نے خطوط لکھ کر حضرت اِمام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے درخواست کی کہ آپؓ کُوفے پہنچیں اور ہماری رہنمائی فرمائیں۔ چناں چہ امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کوفے روانہ ہوگئے۔ یزید کے لشکر نے آپؓ کو کربلا کے مقام پر روک لیا اور زبردستی یزید کی بَیعت لینی چاہی۔ کوفے کے لوگوں نے

بَدعہدی کی اور یزید کی فوج کے ہمراہ آپؓ سے مُقابلے کے لیے آ گئے۔

آپؓ نہیں چاہتے تھے کہ مُسلمان ایک دوسرے کا خُون بہائیں۔ اس لیے آپؓ نے مُخالفین کے سامنے یہ تین تجویزیں رکھیں:

۱- مجھے واپس جانے دو تا کہ میں مدینے جا کر اپنی بقیہ زندگی یادِ خدا میں بسر کروں۔

۲- مجھے یزید کے پاس لے چلو۔ میں اس سے خود معاملہ طے کر لوں گا۔

۳- مجھے کسی سرحد کی طرف نکل جانے دو تا کہ میں مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ مل کر غیر مسلموں کے خلاف جہاد کروں۔

یزید کے افسروں میں سے بعض افسر یہ شرطیں ماننے کے لیے تیار تھے۔ مگر کُوفے کے گورنر ابنِ زیاد نے حکم بھیجا کہ یا تو حضرت اِمام حُسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ یزید کی بَیعت کریں، ورنہ اُن سے مُقابلہ کرو۔ حضرت اِمام حُسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ابنِ زیاد کا یہ فیصلہ معلوم ہوا تو آپؓ نے اپنے رشتے داروں اور دوستوں سے فرمایا کہ: "آپ لوگ مجھے میرے حال پر چھوڑ کر واپس چلے جائیں"۔ لیکن کوئی بھی آپؓ کو چھوڑ کر واپس جانے کے لیے راضی نہ ہوا۔

حضرت اِمام حُسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اگر یزید کی بَیعت کر لیتے تو ان کی اور ان کے عزیزوں اور ساتھیوں کی جانیں بچ جاتیں مگر اسلام کی حفاظت انھیں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جانوں سے زیادہ عزیز تھی۔ وہ جانتے تھے کہ اُن کے بہتّر ساتھی دشمن کی فوج کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ پھر بھی انھوں نے ایک غلط بات مان لینے کے مقابلے میں لڑ کر جان دے دینے کو زیادہ پسند فرمایا۔ جنگ شروع ہوئی۔ آپؓ کے ایک ایک ساتھی نے بڑی بہادری سے لڑتے ہوئے جامِ شَہادت نَوش کیا۔ آخر میں آپؓ نے بھی بڑی جُرأت کے ساتھ دشمنوں کا مُقَابلَہ کیا اور سجدے کی حالت میں شہادت پائی۔ آپؓ نے حق کی خاطر اپنی اور اپنے خاندان کی جانیں

قُربان کر کے ایک اعلیٰ مثال قائم کر دی۔ یہ مثال قیامت تک مسلمانوں کو بُرائی کے خلاف جہاد کرنے کے لیے اُبھارتی رہے گی۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱۔ حَضرت اِمام حُسینؓ نے کن بزرگوں کی گود میں پرورَش پائی؟

۲۔ آپؓ نے یزید کو خلیفہ تسلیم کرنے سے کیوں انکار کیا؟

۳۔ حَضرت اِمام حُسینؓ کُوفے کیوں روانہ ہوئے؟

۴۔ کربلا کے مقام پر آپؓ کو کیوں روک لیا گیا؟

۵۔ آپؓ نے مُخالف فَریق کے سامنے کون سی تین تجویزیں رکھیں؟

۶۔ ان تجویزوں کو ماننے سے کس نے انکار کیا؟

۷۔ حَضرت امام حُسینؓ اور ان کے ساتھیوں نے کس مقصد کے لیے جانیں قربان کیں؟

(ب) معنی لکھیے:

الفاظ: پَروان چڑھنا۔عِبادت گزار۔بُلند پایہ۔بَیعت۔تسلیم کرنا۔لاتعداد۔بدعہدی۔حقّ۔

معانی: بے شمار۔اُونچے درجے کا۔ماننا۔سچائی۔عابد۔پَروَرش پانا۔وعدہ خلافی۔ وفاداری اور اَطاعت کا عہد

(ج) ذیل کے الفاظ سے ایسے دو لفظوں کے جوڑے بنائیے جن کے معنی ایک دوسرے کے اُلٹ ہوں،
جیسے: بہادر۔بزدل۔

الفاظ: سخی۔جاہل۔انکار۔حق۔غلط۔موافق۔بخیل۔عالِم۔مُخالف۔باطل۔صحیح۔اقرار۔

قائدِ اعظمؒ
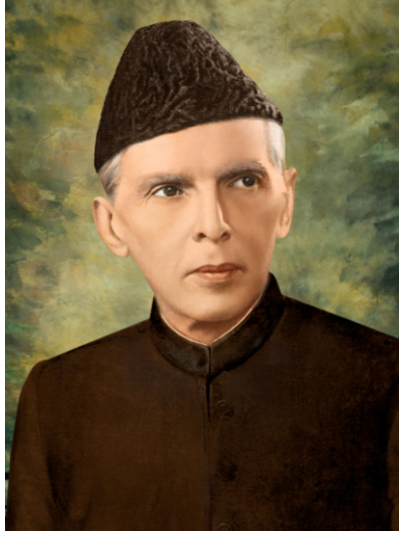
موجودہ صدی میں جنوبی ایشیا میں کئی ایسے مسلمان رہنما پیدا ہوئے، جنھوں نے اپنی ساری قوّتیں قوم کی بھلائی اور ترقّی کے لیے وَقف کر دیں۔ اُن رہنماؤں میں قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ قائدِ اعظمؒ ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء کو پیدا ہوئے۔ اِبتدائی تعلیم سندھ مدرسۃالاسلام اور کرسچین مشن اسکول، کراچی میں حاصل کی۔ اس کے بعد انگلستان چلے گئے اور وہاں سے قانون کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد وطن واپس آ گئے۔ اس وقت اُن کی عمر بیس برس کی تھی۔

وطن واپس پُہنچ کر انھوں نے مُمبئی ہائی کورٹ میں وکالت شروع کی۔ ان کی اہلیت کی بنا پر انھیں جلد ہی مَجسٹریٹ مُقرر کر دیا گیا۔ اس ملازمت کے دوران اُن کی قابلیت کے جوہر چمکے۔

چناں چہ جب کچھ عرصے بعد انھوں نے اس عہدے سے استعفاء دے کر دوبارہ وکالت شروع کی تو ان کا شمار نہایت ممتاز اور کامیاب وکیلوں میں ہونے لگا۔

اُس زمانے میں ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت تھی۔ اہلِ ملک انگریزوں کی غلامی سے نِجات حاصل کرنا چاہتے تھے۔ یہاں دو بڑی قومیں آباد تھیں۔ ایک ہندو، دوسری مُسلمان۔ دونوں قومیں انگریزوں سے چھٹکارا پانے کے لیے جدّوجہد کر رہی تھیں۔ محمد علی جناحؒ چاہتے تو ایک کامیاب وکیل کی حیثیت سے عیش و آرام کی زندگی گزار سکتے تھے، مگر وہ ملک اور قوم کے سچے ہمدرد اور خیر خواہ تھے۔ اس لیے انھوں نے اس جدّوجہد میں بھرپُور حصّہ لیا۔

انگریز کے علاوہ ہندو بھی مُسلمانوں کے خلاف تھے۔ ہندو چاہتے تھے کہ انگریز کے جانے کے بعد وہ ملک میں ہندو راج قائم کریں اور مسلمانوں کو اپنا غلام بنالیں۔ جب محمد علی جناحؒ کو یقین ہو گیا کہ ہندوؤں کی نیّت صاف نہیں ہے تو وہ مسلمانوں کی سیاسی جماعت مُسلم لِیگ میں شامل ہو گئے۔ مسلمانوں کو اس خطرے سے آگاہ کیا اور انھیں دعوت دی کہ مُسلم لِیگ میں شامل ہو کر اپنی آزادی کے لیے بھرپور کوشش کریں۔ دیکھتے ہی دیکھتے مسلمان مُسلم لِیگ کے جَھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ انھوں نے محمد علی جناحؒ کو قائدِ اعظم کے لَقب سے پُکارنا شروع کیا اور ان کی رہنمائی میں آگے بڑھے۔

قائدِ اعظمؒ کی رہنمائی میں مُسلم لِیگ نے مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ وطن کا مطالبہ کیا، جہاں وہ اسلامی عَقیدے کے مُطابق زندگی گزار سکیں۔ پہلے تو ہندوؤں اور انگریزوں نے اس مطالبے کی سخت مخالفت کی، لیکن قائدِ اعظمؒ اور اُن کے ساتھیوں کی اَن تھک کوششیں آخر کار کامیاب ہوئیں، ہندو اور انگریز دونوں اس مُطالبے کو ماننے کے لیے مجبور ہو گئے۔ ۱۴ اگست

۱۹۴۷ء کو مسلمانوں نے پاکستان کے نام سے ایک آزاد مُلک حاصل کر لیا۔

ہم قائدِ اعظمؒ کے احسانات کو کبھی بھلا نہیں سکتے۔ انھوں نے ہمیں غلامی سے نجات دلائی۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱۔ قائدِ اعظمؒ نے کہاں کہاں تعلیم پائی؟

۲۔ قائدِ اعظمؒ کو کس عہدے پر فائز کیا گیا اور کیوں؟

۳۔ قائدِ اعظمؒ نے عیش و آرام کی زندگی کیوں پسند نہ کی؟

۴۔ انھوں نے کس تحریک میں حصّہ لیا؟

۵۔ مسلم لیگ نے پاکستان کا مطالبہ کیوں کیا؟

۶۔ مسلمانوں پر قائدِ اعظمؒ کے کیا احسانات ہیں؟

(ب) ذیل کے ہر لفظ کے معنی تلاش کر کے ہر لفظ کے سامنے لکھیے:

الفاظ: وَقف کر دینا - مُمتاز - اہلیت - بِنا - جدّوجہد - آگاہ - نمودار

معانی: ظاہر - نمایاں - کوشش - باخبر - لگا دینا - قابلیت - بنیاد

(ج) کالم نمبر (۱) کی ہر عبارت کے ساتھ (۲) کی مناسب عبارت لگا کر جملے بنایئے:

(۱)	(۲)
۱۔ محمد علی جناحؒ نے	مُمبئی میں وکالت شروع کی۔
۲۔ قانون کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے	مُمتاز وکیلوں میں ہونے لگا۔
۳۔ انھوں نے انگلستان سے واپسی پر	مُسلمانوں کے لیے علیحدہ وطن کا مطالبہ کیا۔
۴۔ ان کا شمار	اُنھوں نے بھرپور کوشش کی۔

۵- وطن کی آزادی کے لیے　　　　پاکستان قائم ہو گیا۔

۶- ہندوؤں کی بدنیّتی دیکھ کر　　　　محمد علی جناحؒ انگلستان گئے۔

۷- انگریزوں اور ہندوؤں نے　　　　ابتدائی تعلیم کراچی میں حاصل کی۔

۸- قائدِاعظمؒ کی ہمت اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے　　　　اس مطالبے کی سخت مخالفت کی۔

(د) ذیل کے جملوں کو پڑھیے اور جواب میں صرف "صحیح" یا "غلط" لکھیے۔

۱- قائدِاعظمؒ کی ابتدائی تعلیم سندھ مدرسۃ الاسلام اور کرسچن مشن اسکول میں ہوئی۔

۲- قائدِاعظمؒ نے اپنی وکالت کا آغاز کراچی میں کیا۔

۳- قائدِاعظمؒ کچھ عرصہ مُمبئی میں مجسٹریٹ رہے۔

۴- قائدِاعظمؒ کانگریس سے اس لیے علیحدہ ہو گئے کہ ہندو لیڈر مسلمانوں کے معاملے میں دیانت دار نہیں تھے۔

بہن کی محبت

بَہن بَھائی میں مُحبت ہونا ایک قدرتی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ رشتہ پاکیزہ اور مضبوط بنایا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اُسے توڑ نہیں سکتی۔ بہن بھائی ہر حال میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں اور وقت پڑ جائے تو ایک دوسرے کی خاطر جان تک کی بازی لگا دیتے ہیں۔

دو بھائی بہن ضَرّار اور خولہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اپنی بہادری اور آپس کی مُحبت کے لیے مشہور ہیں۔ وہ ہمیشہ ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ یہاں تک کہ جب حضرت ضَرّار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ لشکرِ اِسلام کے ہمراہ جہاد کے لیے جاتے تو حضرت خولہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا اُن کے ہمراہ جاتیں۔

یہ اُس زمانے کا واقعہ ہے جب مُسلمان کامیابی کے پَرچم لہراتے عرب کی سرحدوں سے آگے بڑھ رہے تھے اور اب لشکرِ اسلام کا مقابلہ روم کی فوج سے تھا، جس کی قوّت کی اس زَمانے میں دُھوم مَچی ہوئی تھی۔ رومیوں کو اپنی فوجی قُوّت پر ناز تھا اور مُسلمانوں کو ایمان پر۔ لشکرِ اِسلام حَضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی قیادت میں رومیوں کے اہم شہر دِمشق کا مُحاصرہ کیے ہوئے تھا۔

مُحاصرے کے دوران خبر ملی کہ روم کے بادشاہ نے دِمشق کی مدد کے لیے ایک بڑی فوج روانہ کی ہے، جو اَب دِمشق کے قریب پہنچ چکی ہے۔ حَضرت خالد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس

فوج کا راستہ روکنے کے لیے مُجاہدوں کا ایک دَستہ تیار کیا اور حَضرت ضَرّار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اس کے ہمراہ روانہ کیا۔ یہ دستہ بڑی بہادری سے لڑا اور اس نے سیکڑوں رومیوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ لیکن مقابلے کے دوران حضرت ضرّار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا نیزہ ٹوٹ گیا۔ دشمنوں نے انھیں نہتّا پا کر چاروں طرف سے گھیر لیا اور گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔

حضرت خالد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حضرت ضَرّار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی گرفتاری کی خبر ملی تو وہ خود روم سے آنے والی فوج سے مقابلہ کرنے نکلے۔ لشکر کی روانگی کے وقت لوگوں نے دیکھا کہ ایک سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور تیزی سے لشکر کی صفوں سے آگے نکل گیا۔ اس کا چہرہ خُود میں چُھپا ہوا تھا، اس لیے کوئی اُسے پہچان نہ سکا۔ دشمن سے مُڈ بھیڑ کے موقع پر بھی یہ سوار آگے بڑھ بڑھ کر حملہ کر رہا تھا۔ رومی سپاہی اسے گھیرتے لیکن وہ بڑی بہادری سے ان کو تِتّر بِتّر کرتا ہوا گھیرے سے نکل جاتا اور کسی دوسری جانب حملہ کر دیتا۔

رومی شِکست کھا کر بھاگ گئے تو حضرت خالد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس سوار کو بُلا کر پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا: "میں ضَرّار کی بہن خولہ ہوں۔ میں اپنے بھائی کی تلاش میں دشمنوں کی صفوں کو چِیر کر دور تک پُہنچی، لیکن مجھے اپنے بھائی کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔"

مجاہدین پر حضرت خولہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی بہادری اور بھائی کی محبت کا بہت اثر ہوا اور انھوں نے حضرت خولہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو یقین دلایا کہ "ہم حَضرت ضَرّار کو چھڑائے بغیر دم نہیں لیں گے۔"

رومی لشکر کے سردار کو جب جاسوسوں کے ذریعے یہ اطلاع ملی تو اُس نے حَضرت ضَرّار کو ایک دستے کے ہمراہ روم کی طرف روانہ کر دیا۔ حضرت خالد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بھی یہ بات

معلوم ہو گئی۔ انھوں نے فوراً مجاہدین کا ایک دستہ حضرت ضرّار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو چھڑانے کے لیے روانہ کر دیا۔ حضرت خولہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بھی اس دستے کے ہمراہ ہو لیں۔

ابھی رومی سپاہیوں کا دستہ بہت دور تک نہیں گیا تھا کہ مجاہدین نے اسے جالیا اور اس شِدّت سے حملہ کیا کہ رومی سپاہی حضرت ضرّار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو چھوڑ چھاڑ اپنی جانیں بچّا کر بھاگے۔ بچھڑے ہوئے بہن بھائی ایک بار پھر مِل گئے اور اس مِلاپ پر دونوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱۔ لشکرِ اسلام نے کس شہر کا محاصرہ کر رکھا تھا؟

۲۔ حضرت خالد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت ضرّار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کس مُہم پر روانہ کیا تھا؟

۳۔ حضرت ضرّار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو رومی فوج کے مقابلے کے دوران کیا حادثہ پیش آیا؟

۴۔ حضرت خولہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے رومی لشکر پر حملہ کیوں کیا؟

(ب) کالم (۱) کی ہر عبارت کے سامنے کالم (۲) کی مناسب عبارت کا نمبر لکھیے:

(۱)	(۲)
جان کی بازی لگانا	۱۔ اثر لینا۔ اثر قبول کرنا
فتح و نصرت کے پرچم لہرانا	۲۔ مقابلہ ہونا
دُھوم مچنا	۳۔ جان تک قربان کرنے کے لیے تیار ہونا۔
موت کے گھاٹ اُتارنا	۴۔ بُری طرح سے بے ترتیب کر دینا۔
مُڈ بھیڑ ہونا	۵۔ چرچا اور شُہرت ہونا۔
مُتاثر ہونا	۶۔ جان سے مار ڈالنا
تِتّر بِتّر کر دینا	۷۔ فتح اور کامیابی حاصل کرنا

(ج) اُردو میں جملہ بنانے کے لیے کم سے کم دو الفاظ ہونے چاہییں، ایک اسم اور دوسرا فعل۔ جس اسم کے بارے میں فعل کچھ بتاتا ہے، اسے فاعل کہتے ہیں۔ جیسے رومی بھاگ گئے میں "بھاگ گئے" فعل ہے اور "رومی" اس کا فاعل۔

ذیل کے جملوں میں فاعل کے اوپر اور فعل کے نیچے نشان لگائیے:

۱- پھُول کِھلیں گے۔ ۲- خط لِکھا جائے گا۔ ۳- بَرف پڑ رہی ہے۔

۴- مُعین ہنس رہا ہے۔ ۵- نازیہ سورہی ہے۔ ۶- مور ناچتا ہے۔

ان فعلوں کے ساتھ نیچے دیے گئے مناسب فاعل لگا کر جملوں کو مکمل کیجیے:

۱- ______ دوڑے۔ ۲- ______ اُڑی۔ ۳- ______ کھیلیں گی۔

۴- ______ ہنس رہی ہے۔ ۵- ______ کِھلیں گے۔ ۶- ______ تیرتی ہیں۔

فاعل: بچّیاں - پھُول - چیل - لڑکے - عابدہ - مچھلیاں

ہر فاعل کے ساتھ نیچے دیے گئے افعال میں سے مناسب فعل لگا کر ہر جملے کو مکمل کیجیے:

۱- جوان ______ ۲- گھوڑے ______ ۳- کتّے ______

۴- چور ______ ۵- مکھّیاں ______ ۶- نجم ______

افعال: بھونکتے ہیں - سورہا ہے - لڑیں گے -
بِھنبھناتی ہیں - پکڑا جائے گا - دوڑیں گے۔

اے وطن

دنیا میں تیرے نام کا ڈَنکا بجائیں گے
ہم نیک بَن کے قوم کی عِزّت بڑھائیں گے

ناکامیوں کا ڈَٹّ کے کریں گے مُقابَلہ
آئیں گی مُشکلات تو ہم مُسکرائیں گے

دل سے کریں گے اپنے بزرگوں کا اِحترام
ہم بھُول کر بھی دل نہ کسی کا دُکھائیں گے

ایمان کا چراغ جو روشن دلوں میں ہے
لالچ، فَریب، جھُوٹ سے دامن بچائیں گے

بھُوکا کسی کو سونے نہ دیں گے وطن میں ہم
کھیتوں میں ہل چلائیں گے غَلّہ اُگائیں گے

یہ عزْم ہے وطن نے پُکارا اگر ہمیں
اپنے لُہو کا آخری قطرہ بہائیں گے

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- ہم، قوم کی عِزّت کس طرح بڑھا سکتے ہیں؟

۲- مشکلات میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

۳- ناکامیوں کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

۴- ہمیں کِن کِن چیزوں سے بچنا چاہیے؟

۵- اگر ضرورت پڑی تو ہم اپنے وطن کی خاطر کیا کریں گے؟

(ب) مطلب بتائیے:

۱- ڈنکا بجائیں گے۔

۲- قوم کی عِزّت بڑھائیں گے۔

۳- ڈَٹ کر مُقابلہ کریں گے۔

۴- لالچ، فَریب، جُھوٹ سے دامن بچائیں گے

۵- اپنے لُہو کا آخری قطرہ بہائیں گے۔

(ج) معنی لکھیے:

احترام - دَامن - عَزم - لُہو

(د) شاعر نے وطن کے لیے جن خیالات کا اِظہار کیا ہے، اس پر ایک پیرا لکھیے۔

سرسیّد احمد خان

سَرسَیّد احمد خان ہندوستان کے عظیم رہنماؤں میں شُمار ہوتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے بہت بڑے مُحسن اور خَیر خواہ تھے۔ مسلمانوں پر ان کے بہت سے احسانات ہیں۔ سَرسیّد احمد خان ۱۸۱۷ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ اٹھارہ انیس برس کی عمر میں تعلیم سے فارغ ہوئے۔ سَرسیّد احمد خان ہوش سنبھالا تو برصغیر پر انگریزوں کی حکومت تھی۔ انگریزوں نے یہ حکومت مسلمانوں سے چھینی تھی۔ وہ ڈرتے تھے کہ کہیں مسلمان دوبارہ طاقت حاصل نہ کرلیں۔ اس لیے انھوں نے مسلمانوں پر ہر طرح سے ظلم کیا اور ہندوؤں کو ترقی دی۔ اس طرح مُسلمان تَرقّی نہ کرسکے اور ہندوؤں سے پیچھے رہ گئے۔

سَرسیّد احمد خان کی دِلی خواہش تھی کہ مُسلمان غلامی کی ذِلَّت سے نِجات پائیں اور دوبارہ ترقّی کریں۔ وہ یہ جانتے تھے کہ انگریزوں نے جو بھی ترقی کی ہے، عِلم و فَن کی وجہ سے کی ہے۔ اس لیے وہ چاہتے تھے کہ مسلمان بھی جدید عُلوم کی تعلیم حاصل کریں، تاکہ وہ ہر میدان میں نہ صرف ہندوؤں کا بلکہ انگریزوں کا بھی مُقابَلَہ کرسکیں۔

مُسلمانوں کی تعلیمی، اِخلاقی اور مَعاشَرتی حالت کو سُدھارنے کے لیے سَرسیّد احمد خان نے

کئی اَنجمنیں قائم کیں اور رسالہ تہذیبُ الاَخلاق نکالا مگر ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے علی گڑھ میں ایک اعلیٰ درجے کا اسکول قائم کیا، جو ترقّی کرتے کرتے کالج بنا اور پھر مسلم یونی ورسٹی بن گیا۔ یہ یونی ورسٹی اب بھی بھارت میں علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کے نام سے قائم ہے۔ اس یونی ورسٹی میں لاکھوں مُسلمان نوجوانوں نے تعلیم پائی۔ مُسلمانوں کی ترقی، اصلاح اور آزادی کے لیے جتنا کام اس یونی ورسٹی کے طالب علموں نے کیا، اور کسی نے نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ قائدِ اعظمؒ اس یونی ورسٹی کو مسلمانوں کا اَسلحہ خانہ کہا کرتے تھے۔

سَر سَیِّد احمد خان نے مسلمانوں کو خوابِ غَفلت سے جگایا اور ان میں قَومی ترقی کا وَلوَلہ پیدا کیا۔ اگر وہ مسلمانوں کی تعلیم کا انتظام نہ کرتے تو شاید مسلمانوں میں آزادی کا جذبہ اس قدر جلد بیدار نہ ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم سَر سیّد احمد خان کو تَحریکِ آزادی کے اوّلین رہنماؤں میں شُمار کرتے ہیں۔

سَر سیّد احمد خان کا اِنتِقال اَسّی برس کی عمر میں ۱۸۹۸ء میں ہوا۔ ان پر اللہ کی رحمت ہو آمین۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱۔ سَر سَیّد احمد خان عظیم رہنماؤں میں کیوں شمار ہوتے ہیں؟

۲۔ انگریزوں نے مسلمانوں کو ظُلم کا نشانہ کیوں بنایا؟

۳۔ سَر سیّد احمد خان کیوں چاہتے تھے کہ مُسلمان جَدید عُلوم سیکھیں۔

۴۔ سَر سَیّد احمد خان کا سب سے بڑا کارنامہ کیا ہے؟

۵- قائدِاعظمؒ مسلم یونی ورسٹی کو مسلمانوں کا 'اسلحہ خانہ' کیوں کہا کرتے تھے؟

(ب) معنی لکھیے:

الفاظ: مُحسن - خَیر خواہ - وَلوَلہ - ذِلّت - جَدید - اَسلحہ خانہ - اصلاح - اوّلین - شُعبہ

معانی: ۱- بے عزّتی ۲- نیا ۳- درستی ۴- سب سے پہلا ۵- جوش
۶- احسان کرنے والا ۷- بھلائی چاہنے والا ۸- شاخ، حصّہ
۸- ہتھیار رکھنے کی جگہ

☆ بعض فعل ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے ساتھ صرف فاعل لگانے سے بات پوری نہیں ہوتی، بلکہ پورا جملہ بنانے کے لیے ایک اسم اور لگانا پڑتا ہے جو اس شخص، جگہ یا چیز کو ظاہر کرتا ہے جس پر فاعل کے فعل کا اثر پڑتا ہے۔

جیسے:

فاعل	مفعول	فعل
لڑکا	کتاب	لایا
فاطمہ	خط	لکھتی ہے
کبوتر	دانہ	چُگیں گے

☆ جُملے کے فعل کے ساتھ کون یا کس نے، لگا کر سوال کریں تو فاعل معلوم ہو جاتا ہے اور کیا یا کس کو کے جواب میں مفعول آتا ہے، جیسے:

کون لکھتی ہے؟ فاطمہ، فاطمہ فاعل ہے۔
کیا لکھتی ہے؟ خط، خط مفعول ہے۔

(ج) آپ اس طرح خانہ بنا کر پانچ جملے لکھیے۔

مِحنَت کی عَظمت

سندھ کے ایک چھوٹے سے گاؤں ٹِلٹی میں ایک غریب گھرانے میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ یہ لڑکا چھ سال کی عمر میں اسکول میں داخل کیا گیا۔ وہ بے حد ذہین، ہوشیار اور سخت محنت کرنے والا تھا۔ وہ پڑھائی کی طرف بہت توَجّہ دیتا تھا۔ اپنا سبق اچھی طرح یاد کرتا تھا۔ جماعت کے شریر لڑکوں کے ساتھ کبھی نہیں بیٹھتا تھا۔ استاد کو جو سبق دوسرے دن پڑھانا ہوتا تھا، وہ گھر پر اسے پہلے ہی پڑھ لیا کرتا تھا۔ جو بات سَمجھ میں نہیں آتی تھی اس پر نِشان لگا لیا کرتا تھا۔ اس کی ذَہانت اور عِلم حاصل کرنے کی لگن سے اس کے سارے استاد خوش تھے۔ اسے شاباشی دیتے تھے، اس کی حَوصلہ افزائی کرتے تھے۔ دوسرے لڑکوں کو اس کی مثال دیا کرتے تھے۔

جب وہ بچّہ اپنی ابتدائی جماعتوں میں بہت اچّھے نمبروں سے پاس ہوا تو محکمۂ تعلیم کے افسروں نے اس کی مدد کی اور اسے لاڑکانہ کے ایک اسکول میں داخل کرا دیا۔ اس کے بعد وہ نوشہرو فیروز میں پڑھنے چلا گیا اور وہاں سے کراچی کے ایک بڑے اسکول میں اس نے داخلہ لے لیا۔

یہ لڑکا بڑا ہونہار، محنتی، نیک اور جفَاکَش تھا۔ وہ پورے صوبے میں اوّل رہا۔ اس نے بہت سے اِنعامات حاصل کیے اور اپنے اسکول کا نام روشن کیا۔ اُس کے اُستاد اس سے ہمیشہ خوش رہے۔ اس پر فخر کرتے تھے۔

وہ اسکول کے ہاسٹل میں رہتا تھا۔ اپنے اخراجات کا بوجھ خُود اٹھاتا تھا۔ چھوٹی جماعتوں کے طالب علموں کو ٹیوشن پڑھاتا تھا، چار پائیاں بُنتا تھا۔ مَحنت مَزدوری کے دوسرے کام کرنے میں

وہ اپنی بے عزتی نہیں سمجھتا تھا۔ بلکہ ان محنت کے کاموں پر وہ فخر کرتا تھا کہ وہ اپنا بوجھ خود اُٹھانے کے قابل ہے۔ وہ اس بات کو اچھا نہیں سمجھتا تھا کہ دوسروں سے مانگا جائے۔ اپنے آپ کو غریب بتا کر دوسروں کی نظر میں اپنے آپ کو قابلِ رَحم ثابت کرے۔ محنت مَزدوری کرنا کوئی عیب نہیں۔ اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو دُوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے کی بجائے اپنے آپ پر بَھروسا کرتے ہیں۔

تعلیم مکمل کرنے کے بعد یہ لڑکا نامور عالِم بنا۔ استاد کی حیثیت سے اس نے ملک و قوم کی بہت خدمت کی۔ اپنے طالبِ علموں میں علم کا شوق پیدا کیا، بہت سی کتابیں لکھیں، تعلیمی اداروں کی حالت سُدھاری۔ طالبِ علموں کو مَحنت کی عظمت کا سبق دیا اور یہ بتایا کہ محنت مزدوری کرنا کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ انسان کو حالات کا مُقابلہ کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔ جو لوگ مَحنت کرتے ہیں اور اللہ پر بَھروسا رکھتے ہیں وہ ہمیشہ کامیابی کا مُنہ دیکھتے ہیں۔

اس بچّے کا نام عُمرِبن داؤد پوٹا تھا۔ لوگ انھیں سِندھی اور عَربی زبان کے ایک بڑے عالم اور شَفیق استاد کی حیثیت سے جانتے ہیں۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱۔ عُمرِبن داؤد پوٹا کہاں پیدا ہوئے تھے؟

۲۔ محکمۂ تعلیم کے افسران نے اُس بچّے کی مدد کیوں کی تھی؟

۳۔ بچپن میں عُمرِبن داؤد پوٹا اپنے اخراجات کیسے برداشت کرتے تھے؟

۴۔ عُمرِبن داؤد پوٹا کس بات کو اچھّا نہیں سمجھتے تھے؟

۵- عُمر بن داؤد پوٹا نے کیا خدمات انجام دیں؟

(ب) نیچے دیے ہوئے لفظوں سے جملے بنائیے:

۱- ذَہانت ______________________

۲- عَظمت ______________________

۳- شَرارت ______________________

۴- رَحمت ______________________

۵- شَفقت ______________________

(ج) مندرجہ ذیل الفاظ کی جمع لکھیے:

جیسے: چارپائی سے چارپائیاں

۱- روشنی سے ________

۲- نیکی سے ________

۳- نِشانی سے ________

۴- مِٹھائی سے ________

ہم بچّے پاکستانی ہیں

ہم بچّے پاکستانی ہیں
ہم سچے پاکستانی ہیں

ہَم پاک وَطن کے پِیارے ہیں
ہم اس کے چاند سِتارے ہیں
یہ سارے رنگ ہَمارے ہیں

ہم بچّے پاکستانی ہیں
ہم سچے پاکستانی ہیں

ہم سَب سے مُحبّت کرتے ہیں
ہم شوق سے مُحنت کرتے ہیں
ہم جُھوٹ سے نَفرت کرتے ہیں

ہم بچّے پاکستانی ہیں
ہم سچے پاکستانی ہیں

ہم حَقّ وصَداقّت والے ہیں
ایمان کی دولت والے ہیں
ہم عزُم وہمّت والے ہیں

ہم بچّے پاکستانی ہیں
ہم سچّے پاکستانی ہیں

یہ رَبّ کی رَحمت پاک وَطن
اللہ کی نَعمت پاک وطن
ہے ہم سے جَنّت پاک وطن

ہم بچّے پاکستانی ہیں
ہم سچے پاکستانی ہیں

(ساؔقی جاوید)

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- آپ اپنے آپ کو سچا پاکستانی کیوں کہتے ہیں؟
۲- پاکستانی بچّوں میں کیا خُوبیاں ہیں؟
۳- پاکستانی بچّوں کے پاس سب سے بڑی دولت کیا ہے؟
۴- ہم اپنے وطن کو جنّت کس طرح بنا سکتے ہیں؟

(ب) دِیے ہوئے لفظوں میں ہر ایک کے اُوپر اُس کے مُتضاد کا نمبر لکھیے:

الفاظ: روشن- مُحبّت- جنّت- وحدت- جھُوٹ۔

مُتضاد: ۱-دوزخ ۲-تارِیک ۳-کثرت ۴-سچ ۵-نفرت

(ج) "پیارے" اور "تارے" ایک جیسی آواز والے لفظ ہیں۔آپ خالی جگہوں میں اسی طرح کے ہم لفظ لکھیے:

پیارے تارے ________ ________

ہمّت ________ ________ ________

وطن ________ ________ ________

گاؤں ________ ________ ________

حال ________ ________ ________

(د) "شہر" سے لفظ "شہری" بنا ہے۔آپ اسی طرح ذیل کے لفظوں سے نئے لفظ بنائیے:

جنگل - قیمت - محنت - پاکستان - جاپان

دیہات کی صبح

صُبح کا وقت ہے، کھیتوں کے کنارے کھڑے ہوئے دَرختوں سے تیتروں کی آوازیں اُبھریں، پَٹیلُو، پَٹیلُو، پَٹیلُو اور پھر اُن آوازوں میں چڑیوں کے چَہچہے بھی شامل ہو گئے۔ کھیتوں کی جانب جانے والے بیلوں کے گلوں میں پڑی ہوئی گھنٹیاں بجیں۔ چکیّوں کی گھَرَر گھَرَر کی آوازیں فِضا میں گُونجیں۔ سَرسبز کھیتوں سے پڑے مشرق کی طرف سے روشنی کی کِرنیں پُھوٹیں۔

گاؤں کی مسجد سے لوگ نکلنے شروع ہوئے۔ بوُڑھے ہاتھ میں تَسبیح لیے لاٹھی کے سہارے آہستہ آہستہ چَل رہے ہیں۔ بچّے اپنے ہم جولیوں سے ہنسی مذاق کرتے خَراماں خَراماں جارہے ہیں۔ مَردوں کو کھیتوں پر پہنچنے کی جلدی ہے، اس لیے ان کے قدم تیزی سے اُٹھ رہے ہیں۔ عورتیں بھی گھروں میں نماز اور تِلاوت سے فارغ ہو کر اپنے اپنے کام کاج میں لگ گئی ہیں۔ کوئی دودھ دَوہنے بیٹھ گئی، کوئی دودھ بِلونے لگی، کسی نے گھر کی صفائی شروع کر دی اور کسی نے ہانڈی چوُلہا سنبھال لیا۔

تھوڑی دیر میں بچّے، بڑے، سب چُولھے کے پاس آ بیٹھیں گے۔ کہیں رات کی روٹی اور چَھاچھ سے ناشتا ہو گا، کہیں جوار باجرے کی روٹیاں مکھّن سے کھائی جائیں گی، کسی گھر میں چائے کے ساتھ روغنی روٹی چلے گی۔ ناشتا ہو چکے گا تو مَرد کھیتوں پر جائیں گے اور بچّے مدرسے کا رُخ کریں گے۔ کچھ عورتیں گھر کے کام کاج میں لگ جائیں گی اور کچھ اپنے گھر والوں کی مدد کرنے کھیتوں پر پہنچ جائیں گی۔

تنگ گلیوں سے نکل کر کھیتوں کی طرف آیئے تو یہاں اور ہی منظر ہے۔ ٹھنڈی ہَوا کے جھونکے طبیعت کو لُطف دے رہے ہیں۔ کچّے راستے کے دونوں جانب دُور دُور تک سَر سبز کھیت لہلہا رہے ہیں۔ کِناروں پر لگی ہوئی گھاس پر شَبنم کے قطرے موتیوں کی آب و تاب کو شرما رہے ہیں۔ راستے کے دونوں طرف چڑیاں، کبوتر اور فاختائیں دانہ چُگنے میں مصروف ہیں۔

ٹخ! ٹخ! ٹخ! یہ گڈریے کی آواز ہے جو ہاتھ میں چھڑی لیے بکریوں اور بھیڑوں کا ریوڑ جنگل کی طرف ہنکائے لیے جا رہا ہے۔ بکریوں کی میں میں، بھیڑوں کی بھیں بھیں اور اُن کے گلے میں پڑی ہوئی گھنٹیوں کی ٹَنَن ٹَنَن اچھا خاصا سَماں پیدا کر رہی ہیں۔ لیکن کسان ان چیزوں سے بے خبر اپنے کام میں کھیتوں میں مصروف ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ دھوپ میں تیزی آنے سے پہلے زیادہ سے زیادہ کام نمٹا لیں۔ شہر کے رہنے والے کبھی کبھار دیہات میں جا نکلتے ہیں اور صبح کا یہ منظر دیکھتے ہیں تو ان کا جی چاہتا ہے کہ مُستقل طور پر یہیں رہنے لگیں۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- صبح سویرے کون کون سی آوازیں سُنائی دیتی ہیں؟

۲- صبح کی نماز کے بعد مَرد جلدی جلدی گھر کی طرف کیوں جاتے ہیں؟

۳- نمازِ فجر کے بعد دیہات کی عورتیں کن کاموں میں مصروف ہو جاتی ہیں؟

۴- گاؤں کے لوگ عام طور پر ناشتے میں کیا کھاتے ہیں؟

۵- ناشتے سے فارغ ہو کر کسان کہاں جاتے ہیں؟

۶- گدڑیا بھیڑوں کو کہاں لے جاتا ہے؟

(ب) ہر آواز کے اُوپر اس چیز کا نمبر لکھیے جس کی یہ آواز ہے۔

آوازیں: بَھوں بَھوں- کُو کُو- پِٹیلُو پِٹیلُو- گھرَر گھرَر- مَیں مَیں- بَھیں بَھیں- میاؤں میاؤں- غٹر غُوں غٹر غُوں- کُکڑوں کُوں- کُٹ کُٹ کُٹاک- ٹَنَن ٹَنَن

معانی: ۱- کبوتر ۲- چکّی ۳- کتّا ۴- بلّی ۵- بکری

۶- بھیڑ ۷- تیتر ۸- مرغی ۹- مرغا ۱۰- گھنٹی ۱۱- کوئل

(ج) دیے ہوئے الفاظ سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے:

۱- مشرق کی طرف سے روشنی کی __________ پُھوٹیں۔

۲- گاؤں کی عورتیں __________ بلو رہی ہیں۔

۳- صبح کی ہوا کے جھوکے طبیعت کو __________ بخشتے ہیں۔

۴- __________ کے قطرے موتیوں کو شرما رہے ہیں۔

۵- گڈریا ریوڑ کو جنگل کی طرف __________ لیے جا رہا ہے۔

الفاظ: فرحت- ہنکائے- کرنیں- شبنم- دُودھ

محنت

بچّو! محنت کرنا سِیکھو
آگے آگے بڑھنا سِیکھو
محنت میں ہے عظمت پنہاں
محنت میں ہے راحت پِنہاں
بن محنت ہر کام ہے مشکل
پیدا ہونا نام ہے مشکل
محنت کی ہے بات نِرالی
اس سے صحرا میں ہریالی
جِن لوگوں نے محنت کی ہے
جگ میں اُن کی دُھوم مچّی ہے
محنت سے ہر کام کرو تم
قوم کا روشن نام کرو تم

(محمد اسمٰعیل میرٹھی)

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- اس نظم میں آپ کو کیا نصیحت کی گئی ہے؟

۲- محنت کرنے سے کیا فائدے حاصل ہوتے ہیں؟

۳- محنت نہ کرنے سے کیا نقصان ہوتا ہے؟

(ب) ہر لفظ اور محاورے کے اُوپر اس کے معنی کا نمبر لکھیے:

الفاظ: نِرالی-جَگ-عظمت-پِنہاں-سُکھ-ہریالی-آگے آگے بڑھنا-نام روشن کرنا-دُھوم مچّنا-نام پیدا کرنا۔

معانی: ۱-چین ۲-سبزہ ۳-ترقّی کرنا ۴-جہاں ۵-نیکّ نام ہونا ۶-چرچا ہونا ۷-شہرت حاصل کرنا ۸-بڑائی ۹-عجیب،انوکھی ۱۰-پوشیدہ

(ج) ذیل کے فعلوں کے ساتھ دیے ہوئے فاعل اور مفعول لگا کر جملوں کو مکمل کیجیے:

فاعل: شاعر-بلّی- مُرغا-مریض-امّی-فوزیہ-مالی-ابوّ-احمد-دھوبی۔

مفعول: اذان-بُرقعہ- کپڑے- نظمیں-چوہے-دوا-قرآن-پودے- کھانا-آم

۱- ________ دے رہا ہے۔
۲- ________ کو پکڑ لے گی۔
۳- ________ لکھیں گے۔
۴- ________ سی رہی ہیں۔
۵- ________ پی رہا ہے۔
۶- ________ کھائے گا۔
۷- ________ لائے۔
۸- ________ لگا رہا ہے۔
۹- ________ پڑھ رہی ہے۔
۱۰- ________ دھو رہا ہے۔

لفظ اور محاورے میں فرق یہ ہے کہ لفظ اپنے اصلی معنوں میں استعمال ہوتا ہے جب کہ محاورہ اپنے اصلی لفظی معنوں کے بجائے روز مرّہ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

جیسے: آگے آگے بڑھنا یعنی ترقی کرنا۔

قرار دادِ پاکستان

۲۲ مارچ کا دن تھا۔ بچّے اسکول سے گھر لوٹے تو گھر میں عجیب چہل پہل شروع ہو گئی۔ کوئی اپنا یونیفارم دھو رہا ہے، کوئی کپڑوں پر استری کر رہا ہے، کوئی جُوتے چمکا رہا ہے، کوئی جھنڈیوں کی جھالریں بنا رہا ہے اور کوئی اپنے اسٹال کے لیے چیزیں تیار کر رہا ہے۔ اتنے میں ان کے ماموں جان پہنچ گئے۔ بچّوں کو دیکھ کر بولے:

"بھئی کیا بات ہے؟ آج تم لوگ بہت مصروف ہو۔"

حامد: ماموں جان! کل ۲۳ مارچ جو ہے۔ ہم لوگ اُسی کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

خالد: ہمیں تو کل صبح سویرے ہی اسکول جانا ہے۔ وہاں بڑا مزا آئے گا۔ ہم نے تو اپنے اسکول کو آج ہی جھنڈیوں سے خوب سجا دیا ہے۔ ایک ریڈیو کا بھی انتظام کر لیا ہے۔ کل جب ہم اسکول پہنچیں گے تو قطاریں بنا کر کھڑے ہو جائیں گے۔ پھر ریڈیو پر اعلان ہوتے ہی ہم سب ایک منٹ کے لیے خاموش ہو جائیں گے۔ اس کے بعد ہمارے ہیڈ ماسٹر صاحب اپنے ہاتھ سے قومی پرچم بلند کریں گے۔ ہم سب مل کر قومی ترانہ گائیں گے۔ پھر ایک لڑکا قرآن پاک کی تلاوت کرے گا اور ایک اور لڑکا جس کی آواز بڑی اچھّی ہے، نعت پڑھے گا۔ کچھ طلبا اور اساتذہ تقریریں بھی کریں گے۔ پھر ہیڈ ماسٹر صاحب خطاب فرمائیں گے۔ اس کے بعد اسکول اسکاؤٹس کا مارچ پاسٹ ہو گا۔ آخر میں بچّوں

میں مٹھائی تقسیم ہوگی۔

نائلہ: دیکھ لینا ہمارے اسکول کا پروگرام تمھارے اسکول سے اچھّا ہوگا۔

ماموں جان: ارے بھئی اس میں لڑنے کی کیا بات ہے۔ اس دن تو ہر شخص کو ایک دوسرے سے بَڑھ چڑھ کر خوشیاں منانا چاہیے اور کیوں نہ منائیں، اپنا قومی تہوار جو ٹھہرا۔

نائلہ: ماموں جان! اسے ہم اپنا قومی تہوار کیوں کہتے ہیں؟

ماموں جان: بھئی دیکھو! تہوار دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک مذہبی، دوسرے قومی۔ عید اور بقرعید ہمارے مذہبی تہوار ہیں اور ۲۳ مارچ اور ۱۴ اگست ہمارے قومی تہوار ہیں۔ ۱۴ اگست کو ہمیں پاکستان بننے کی خوشی حاصل ہوئی اور ۲۳ مارچ کو قراردادِ پاکستان منظور ہوئی۔

نائلہ: ماموں جان! قومی تہوار ہم کیوں مناتے ہیں؟

ماموں جان: بیٹا! قومی تہوار منانے سے ہم اپنی قومی تاریخ کی یاد تازہ کرتے ہیں اور اس دن کی اہمیت اور تاریخی واقعات کو اجاگر کرتے ہیں تاکہ لوگ ہمارے بزرگوں کے کارناموں سے واقف ہو سکیں اور ہم بھی اُنھی کی طرح اپنے ملک اور قوم کی خدمت کر سکیں۔

حامد: ماموں جان! یہ قراردادِ پاکستان کیا ہے؟

ماموں جان: یہ تم نے بڑا اچھا سوال کیا۔ اب ذرا غور سے سنو۔ لاہور میں بادشاہی مسجد کے پاس ایک بہت بڑا پارک ہے، اُسے "اقبال پارک" کہتے ہیں۔ یہاں ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو قائدِاعظمؒ کی صدارت میں مسلمانوں کا بہت بڑا جلسہ ہوا تھا۔ اس میں مسلمانوں نے ایک زبان ہو کر یہ عہد کیا تھا کہ وہ اب نہ انگریزوں کی غلامی میں رہیں گے اور نہ ہندوؤں کی۔ وہ اپنے لیے ایک الگ آزاد ملک حاصل کریں گے اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک وہ اسے حاصل نہیں کر لیتے۔ اس جَدوجہد کی وجہ سے

مسلمانوں نے اپنے محبوب قائدِ اعظمؒ کی رہنمائی میں پاکستان حاصل کر لیا۔ قراردادِ پاکستان اسی ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء والے عظیم فیصلے کو کہتے ہیں۔ جس جگہ یہ فیصلہ ہوا تھا، اسی جگہ مینارِ پاکستان تعمیر کیا گیا ہے۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- ۲۲ مارچ کو جب ان کے ماموں جان آئے تو بچّے کن کاموں میں مصروف تھے؟

۲- حامد اور خالد کے اسکول میں ۲۳ مارچ کا کیا پروگرام تھا؟

۳- ہم ۲۲ مارچ کو اپنا قومی تہوار کیوں کہتے ہیں؟

۴- ہر لفظ اور محاورے کے اوپر اس کے معنی کا نمبر لکھیے:

الفاظ اور محاورے: چہل پہل۔ احترام۔ پھیکا پڑنا۔ عزم۔ قُربانی۔ ایک زبان ہونا۔ سَر دھڑ کی بازی لگانا۔ چراغاں۔ نوازنا۔

معنی: ۱- ماند پڑنا ۲- ایثار ۳- جَان پر کھیلنا ۴- خوشی اور رونق ۵- عِزّت
۶- سَرفراز کرنا ۷- پُختہ ارادہ ۸- روشنی ۹- مُتحد ہونا

☆ ذیل کے جملوں کو غور سے پڑھیے اور جواب میں صرف "غلط" یا "صحیح" لکھیے:

۱- ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو قراردادِ پاکستان منظور ہوئی۔

۲- قراردادِ پاکستان کا مطلب ہے چَراغاں کرنا۔

۳- ۲۳ مارچ ہمارا مذہبی تہوار ہے۔

۴- ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کے جلسے کی صدارت قائدِ اعظمؒ نے نہیں کی تھی۔

۵- مینارِ پاکستان لاہور میں ہے۔

شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ

سندھ میں رہنے والا کون شخص ہوگا جس نے شاہ عبداللطیف بھٹائی رَحمَۃُ اللہ عَلَیہ کا نام اور کَلام نہ سُنا ہو۔ شاہ صاحب کا شُمار پاکستان کے مشہور قومی شاعروں اور بزرگوں میں ہوتا ہے۔

شاہ صاحبؒ کے والد سیّد حَبیب اللہ حیدر آباد کے قریب ایک قَصبے ہالا حویلی کے رہنے والے تھے اور اپنی نیکی، دین داری اور علم و فضل کی وجہ سے آس پاس کے علاقے میں مشہور تھے۔ شاہ عبداللطیفؒ ایک قصبے بَھٹئیں پور میں پیدا ہوئے۔ شاہ صاحبؒ بچپن ہی سے نیک دل اور دیندار تھے۔ دوسرے بچّوں کے ساتھ کھیلنے کُودنے کے بجائے وہ اپنا اکثر وقت بزرگوں کی صحبت میں گزارا کرتے تھے اور تنہائی میں غور و فکر اور یادِ الٰہی میں مصروف رہتے۔ ایک قول ہے کہ "جس نے تنہائی میں اپنے خیالات پر اور محفل میں اپنی زبان پر قابو پالیا وہ کامیاب ہوا۔" شاہ صاحبؒ میں یہ دونوں خوبیاں موجود تھیں۔ اپنی نیکی اور اچھّی عادات کی وجہ سے وہ اپنے پَرائے کی آنکھ کا تارا بن گئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بھٹئیں پُور چھوڑ کر اپنے والد کے ہمراہ کوٹڑی مغل جانے لگے تو لوگوں کو ان سے جُدائی کا بڑا صدمہ ہوا۔

کوٹڑی میں بھی شاہ صاحب کا وہی حال رہا۔ ہر وقت یادِ الٰہی اور غور و فکر میں مَحو رہنا اور دُنیا سے بے تعلق رہنا۔ آخر وہ ہالا کے قریب ایک ٹیلے پر رہنے لگے۔ وہاں انھوں نے خود ہی ایک کچّا مَکان بنایا اور تمام وقت یادِ الٰہی میں گزارنے لگے۔ لوگوں کو جب آپ کے رہنے کی جگہ کا عِلم ہوا تو آپ کے بہت سے عقیدت مندوں نے اسی ٹیلے پر مکان بنا لیے۔ اس طرح وہاں ایک بستی بن گئی۔ اس بستی کا نام آگے چل کر بِھٹّ شاہ پڑا۔

شاہ صاحبؒ کی زندگی کا زیادہ حصہ اس بستی میں گزرا۔ عبادات اور یادِ الٰہی سے کچھ وقت نکال کر وہ ان لوگوں کی مجلس میں آ بیٹھتے جو آپ کی نصیحتیں سننے کے لیے جمع ہوتے۔ شاہ صاحب کی یہ نصیحتیں گفتگو کی صورت میں بھی ہوتیں اور اشعار کی صورت میں بھی۔ ان کے مُرید یہ اشعار زبانی یاد کر لیتے اور دوسروں کو سُناتے۔ ان اشعار کی زبان اس قدر میٹھی ہوتی کہ جو سُنتا اُسے پسند آتے اور بہت جلد یاد ہو جاتے۔ بعد میں شاہ صاحبؒ کے یہ اشعار ایک کتاب کی شکل میں جمع کر لیے گئے اور اس کتاب کا نام "شاہ جو رسالو" یعنی شاہ صاحبؒ کا رسالہ پڑا۔ ان اشعار میں شاہ صاحبؒ نے لوگوں کو نیکی، دین داری، مُحبّت اور اچھے اخلاق کی نصیحت کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی اِطاعت کا پیغام دیا ہے۔

شاہ صاحبؒ تریسٹھ سال کی عمر تک لوگوں کو نیکی اور اللہ تعالیٰ کی اِطاعت کی تعلیم دیتے رہے۔ انھوں نے بھٹ شاہ میں وفات پائی جہاں اُن کا مزار موجود ہے۔

پاکستان کے قیام کے بعد مزار کے قریب ایک عِلمی مرکز قائم کیا گیا ہے۔ اس کتب خانے میں شاہ صاحبؒ سے متعلق بہت سی کتابیں موجود ہیں۔ یہاں ہر سال عُرس کے موقع پر جلسے ہوتے ہیں جہاں عُلماء اور اُدباء اپنی تقریروں میں شاہ صاحبؒ کی عِلمی اور دینی خدمات پر روشنی ڈالتے ہیں۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کی شہرت کس وجہ سے ہے؟

۲- شاہ صاحبؒ کا بچپن اپنے ہم جولیوں سے کس بات میں مختلف تھا؟

۳- شاہ صاحبؒ کی ہر دل عزیزی کی وجہ بتائیے۔

۴- بستی بھٹّ شاہ کیسے آباد ہوئی؟

۵- "شاہ جو رسالو" میں کیسی باتیں لکھی ہیں؟

۶- شاہ صاحبؒ کا مزار کہاں ہے؟ وہاں کے عِلمی مَرکز میں کس قسم کی کتابیں ہیں؟

(ب) معنی لکھیے:

الفاظ: مُرید - آنکھ کا تارا - عقیدت مند - عُرس۔

معانی: کسی بزرگ کی سالانہ فاتحہ خوانی - بہت پیارا - چیلا - ماننے والا - اچھّی رائے رکھنے والا

(ج) تین تین ٹکڑوں کو ملا کر ۶ جملے بنائیے:

شاہ عبداللطیفؒ	کی زندگی کا زیادہ حصّہ	یادِالٰہی میں گزارتے۔
	قصبہ بھئیں پُور	خدا دوستی کی تعلیم دیتے رہے۔
	بچپن ہی سے	بھٹ شاہ میں گزرا۔
	اپنا اکثر وقت	نیک دل اور دین دار تھے۔
	اپنی نیکی کی وجہ سے	میں پیدا ہوئے۔
	عُمر بھر	لوگوں کی آنکھ کا تارا بن گئے۔

(د) شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ پر ایک مختصر مضمون لکھیے۔

صُبح کا سَماں

جاگو گیا اندھیرا اُٹھو ہُوا سویرا
ٹھنڈی ہَوا کا چلنا شاخوں کا یہ مچلنا
بُلبل کی نَغمہ خَوانی پانی کی یہ روانی
ہر پُھول مسکرایا سبزہ بھی لَہلہایا
چڑیاں چہک رہی ہیں کلیاں چٹک رہی ہیں
قُمری بھی گا رہی ہے تانَیں اُڑا رہی ہے
گلشن میں کتنا پیارا
ہے صبح کا نظارا

(طارق محمود گوہؔر)

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- اس نظم میں شاعر نے کس وقت کا سماں دِکھایا ہے؟
۲- صبح کے وقت کون کون سے مَنظر دل کو لُبھاتے ہیں؟
۳- صبح کے سُہانے وقت کا لُطف کون اُٹھاتا ہے؟

(ب) پہلے جملے کی طرح باقی جملوں کو بھی مکمل کیجیے:

۱- بادِ صبا چلتی ہے۔ (چلنا)

۲- درختوں کی شاخیں ____________ (جھومنا)

۳- بلبلیں ____________ (چہچہانا)

۴- نہر کا پانی آہستہ آہستہ ____________ (بہنا)

۵- باغ میں پھول ____________ (کِھلنا)

۶- سبزہ ____________ (لَہلہانا)

۷- چڑیاں ____________ (چہکنا)

۸- قُمریاں ____________ (گانا)

(ج) پہلے جملے کی طرح باقی جملوں میں بھی فعل پر نشان لگایئے اور فاعل اور مفعول سامنے لکھیے:

	فاعل	مفعول
۱- نجم کرکٹ کھیل رہا ہے۔	نجم	کرکٹ
۲- فاروق قرآن شریف پڑھے گا۔	______	______
۳- معین دودھ پیتا ہے۔	______	______
۴- کسان ہَل چلا رہا ہے۔	______	______
۵- مچھیرے مچھلیاں پکڑ رہے ہیں۔	______	______
۶- امی کھانا پکائیں گی۔	______	______
۷- ابّو آم لائیں گے۔	______	______
۸- گائے دودھ دیتی ہے۔	______	______

میرا روزنامچہ

رمضان کا مبارک مہینا ہے۔ سحری کے وقت مجھے امّی نے جگایا۔ چناں چہ ابّو، امی اور بڑے بھائی بہنوں کے ساتھ میں نے بھی سحری کھائی۔ صُبح کی نماز ابّو کے ساتھ محلے کی مسجد میں ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر تِلاوت کی۔ جُمعہ کی نماز کے لیے ان کے ساتھ جامع مسجد گیا۔ عصر کی نماز کے وقت میں سو گیا تھا، اس لیے گھر ہی میں نماز ادا کی۔ آئندہ خیال رکھوں گا کہ نماز کے وقت نہ سوؤں۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں بھی جماعت سے ادا کیں۔

کل اسکول کا سارا کام مکمل کر لیا تھا، چناں چہ آج سب استادوں نے شاباش دی۔ آج بھی ظہر کے بعد اسکول کا کام کیا۔ ایک ہم جماعت جو میرا ہم محلہ بھی ہے، طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے آج اسکول نہ جاسکا۔ اس کی خیریت پوچھنے گیا اور اسکول میں جو کام ہوا تھا، اُسے بتایا۔ واپسی پر دادی جان کے گھر ہوتا ہوا آیا اور اس ہفتے کے لیے چھوٹی پھوپھی سے اِسلامی کہانیاں پڑھنے کو لایا۔

آج ابّو نے اپنے ایک دوست کو اِفطار پر بُلایا تھا۔ ان کے ساتھ ان کا بیٹا بھی تھا۔ میں نے اسے اپنی کتابیں دکھائیں۔ پرسوں اس کی روزہ کشائی ہے۔ میں اسے تحفے میں اسلامی کہانیاں، خرید کر دوں گا۔

آج ایک بڑا دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ میں عید کارڈ لینے بازار گیا، دو روپے والا عید کارڈ خریدا۔ دکاندار کو پانچ روپے کا نوٹ دیا تھا۔ اس نے آٹھ روپے واپس دے دیے۔ میں نے اُسے بتایا کہ آپ نے مجھے آٹھ روپے دے دیے، اس لیے یہ پانچ روپے واپس لے لیجیے۔ اس نے

میری تعریف کی اور دعائیں دیں۔

آج مجھ سے دو تین غلط کام بھی ہوئے۔ ایک تو میں نے کسی بات پر غصّے ہو کر غزالہ باجی کو 'تُو' کہہ کر پکارا۔ مجھے ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیے تھا۔ چناں چہ میں نے بعد میں ان سے معافی مانگ لی۔ دوسری غلطی یہ ہوئی کہ اگلی قطار میں بیٹھنے کے لیے میں ایک ہم جماعت سے لڑ پڑا۔ اس سے تو یہ اچھا تھا کہ میں پیچھے ہی بیٹھ جاتا۔ تیسری غلطی یہ ہوئی کہ جس وقت میں نے عابد بھائی کو تعلیمی معمّے حل کرنے اپنے گھر بلایا تھا، اس وقت میں اپنے ایک دوسرے دوست کے گھر چلا گیا۔ عابد بھائی بے چارے انتظار کر کے واپس چلے گئے۔ آئندہ جو وعدہ کروں گا، اُسے پورا کرنے کی کوشش کروں گا۔

آج رمضان کی ستائیسویں رات تھی۔ مسجد میں نزولِ قرآن کا جلسہ تھا۔ میں نے اردو کے مشہور شاعر ماہر القادری کی نظم "قرآن کی فریاد" پڑھی، جو لوگوں نے بہت پسند کی۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- اپنا عید کے دن کا روزنامچہ لکھیے۔

۲- روزنامچے میں اپنی غلطیاں درج کرنے سے کیا فائدہ ہے؟

(ب) ہر لفظ کے اُوپر اس کے معنی کا نمبر لکھیے:

الفاظ: اِفطار - نزولِ قرآن - سحری - روزنامچہ - روزہ کشائی

معانی: ۱- روزہ کھلوانے کی تقریب

۲- روزہ کھولنا

۳- قرآن کا نزول

۴- اپنے دن بھر کے واقعات، اپنی ڈائری

۵- وہ کھانا جو روزہ رکھنے کے لیے فجر کی اذان سے پہلے کھایا جاتا ہے۔

(ج) ہر لفظ کے شروع میں "ہم" لگا کر ایک نیا لفظ بنائیے اور اس کے معنی بتائیے۔

جیسے: جماعت سے 'ہم جماعت'

الفاظ: محلہ - عُمر - جولی - عصر - کلام - وطن - معنٰی - وزن۔

(د) بعض صورتوں میں فاعل کے بعد لفظ (نے) آتا ہے، اور مفعول کے بعد لفظ (کو)۔ "نے" فاعل کی علامت اور "کو" مفعول کی علامت ہے۔

ذیل کے جملوں میں جہاں ضرورت ہو، فاعل اور مفعول کی علامتیں لگائیے۔

۱- اسلم احمد بلایا۔ ________________

۲- سعید کتاب خریدی۔ ________________

۳- آقا نوکر مارا۔ ________________

۴- عمر سلیم جگایا۔ ________________

۵- بچّوں ہاتھ منہ دھویا۔ ________________

۶- ماسٹر صاحب سبق پڑھایا۔ ________________

(ہ) استاد صاحب اُردو کے مشہور شاعر ماہر القادری کی نظم 'قرآن کی فریاد' بچّوں کو پڑھ کر سنائیں اور انھیں زبانی یاد کرنے کی ترغیب دلائیں۔

ڈوسری اِسلامی سَر بَراہ کانفرنس

اِسلام کے اِبتدائی دَور میں مسلمانوں میں اِتحاد تھا۔ اسی اِتحاد کی برکت سے دنیا میں ان کی قوّت کی دَھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ ہر قوم جانتی تھی کہ اگر مسلمانوں کے کسی ایک ملک پر حملہ کیا گیا تو ساری دنیا کے مُسلمان ایک ہو کر اس حملے کا جواب دیں گے۔ یہی وجہ تھی کہ مُسلمان ملک دشمنوں کے حملے سے محفوظ رہتے تھے۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ دوسری قوموں نے بڑی چالاکی سے مسلمان ملکوں کے درمیان اختلاف پیدا کر کے ان کی قوّت ختم کر دی اور ایک ایک کر کے ان کو اپنا غلام بنالیا۔ بعض کو اپنے زیرِ اثر کر لیا۔ جب مسلمانوں کا اِتحاد ختم ہوا تو ان کی عزّت بھی ختم ہو گئی اور ان کے ملکوں کی قدرتی دولت بھی دوسروں کے قبضے میں چلی گئی۔ کچھ مدّت اس طرح نقصان اٹھاتے رہنے کے بعد بعض مسلمان رہنماؤں کو خیال آیا کہ اِسلامی ملکوں میں اِتحاد قائم کر کے ایک بار پھر اپنی کھوئی ہوئی طاقت بحال کریں۔ آخر وہ دن بھی آیا کہ مسلمان ملکوں کے سربراہ وقفے وقفے سے کسی ایک جگہ جمع ہو کر مُسلمانوں کی بھلائی کے منصوبے بنانے لگے۔ سربراہوں کے ان اجتماعات کو اِسلامی سَر بَراہ کانفرنس کا نام دیا گیا۔

پہلی اسلامی سَر بَراہ کانفرنس دسمبر ۱۹۶۹ء میں مراکش کے دار الحکومت "رباط" میں ہوئی۔اس کے پانچ سال بعد فروری ۱۹۷۴ء میں دوسری اسلامی سربراہ کانفرنس پاکستان کے مشہور تاریخی شہر لاہور میں ہوئی۔

اہلِ پاکستان، عام طور پر اور لاہور کے رہنے والے خاص طور پر اپنی اس خوش قسمتی پر مَسرور تھے۔انھوں نے معزّز مہمانوں کا بڑے جوش و خَروش سے اِستقبال کیا۔

اس تین روزہ کانفرنس میں مسلمان ملکوں کے سَربراہوں نے اسلامی مُلکوں کے بہت سے مسائل پر غور کرکے ان کا حل تلاش کیا۔انھوں نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ وہ ہر اہم معاملے میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔خود بھی اسلام کے بتائے ہوئے اُصولوں پر عمل کریں گے اور دنیا کی دوسری قوموں میں بھی اسلام کو پھیلائیں گے۔

پاکستان ریڈیو اور ٹیلی وژن نے اس کانفرنس کے مناظر اور پروگرام پورے ملک میں نشر کیے۔یوں تو ان مناظر میں سربراہوں کی آمد، ان کا اِستقبال اور روانگی سبھی مناظر رُوح پروَر تھے، لیکن سب سے زیادہ پرتاثیر وہ منظر تھا جس میں تمام سربراہوں کو بادشاہی مسجد، لاہور میں نمازِ جمعہ پڑھتے دکھایا گیا تھا۔ تمام سربراہ کندھے سے کندھا ملائے، اِتحاد کی تصویر بنے، اپنے رَب کے حُضور کھڑے تھے۔لوگ آج تک وہ منظر نہیں بھولے جب عالمِ اسلام کی ترقی کی دُعا مانگتے ہوئے سعودی عرب کے سربراہ شاہ فیصل کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے تھے۔

اِسلامی سربراہ کانفرنس آئندہ بھی ہوتی رہیں گی۔ ان کے ذریعے مُسلم مُمالک ایک دوسرے کے زیادہ قریب آتے جائیں گے اور دنیائے اِسلام اپنی کھوئی ہوئی عزّت اور عظمت دوبارہ حاصل کرلے گی۔اِن شاءَاللہ۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کی قوّت کا راز کیا تھا؟
۲- دشمنوں نے مسلمانوں کی قوّت کو کس طرح ختم کیا؟
۳- اسلامی سربراہ کانفرنسوں کا کیا مقصد تھا؟
۴- سب سے پہلے اِسلامی سربراہ کانفرنس کب اور کہاں ہوئی؟
۵- پاکستان میں اِسلامی سربراہ کانفرنس کب اور کہاں ہوئی؟
۶- کانفرنس کے دوران سب سے زیادہ پُر تاثیر منظر کون سا تھا؟

(ب) معنی لکھیے:

الفاظ: اِتحاد - مسرور - بحال کرنا - سربراہ - مناظر - رُوح پرور - اِجتماع - دھاک
معانی: نظارے - خوش - جلسہ، میٹنگ - بادشاہ، صدرِ مُملکت - رُعب - اصل حالت پر لانا
ایکا، اتفاق - دل خوش کرنے والا

☆ ضمیر - جملے میں ایک ہی اسم کو بار بار استعمال نہیں کیا جاتا، کسی اسم کو ایک بار استعمال کرنے کے بعد اس کی بجائے اور لفظ استعمال کیے جاتے ہیں جنھیں ضمیر کہتے ہیں۔ جیسے: انور اپنے بارے میں یوں نہیں کہے گا: "انور چھٹی جماعت میں پڑھتا ہے۔ انور کا بھائی اکبر آٹھویں میں ہے۔ اکبر، انور سے تین سال بڑا ہے۔ اکبر اور انور دونوں ایک ہی اسکول میں پڑھتے ہیں۔" بلکہ وہ یوں کہے گا: "میں چھٹی جماعت میں پڑھتا ہوں۔ میرا بھائی اکبر آٹھویں میں ہے۔ وہ مجھ سے تین سال بڑا ہے۔ ہم دونوں ایک ہی اسکول میں پڑھتے ہیں۔
میں - میرا - مجھ - مجھے - وہ اور ہم ضمیریں ہیں، اسی طرح ہمارا - ہمیں - تمھارا - تمھیں - تم - اُس - اُسے - اُن - اُنھیں بھی ضمیریں ہیں۔

(ج) اس سبق میں جو جو لفظ ضمیر کے طور پر استعمال ہوئے ہیں، انھیں کاپی میں لکھیے۔

اِن شاءَاللہ کے معنی ہیں: اگر اللہ نے چاہا۔ ہر نیک خواہش سے پہلے یہ کلمہ کہنا چاہیے۔

اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے

گر قوم کی خدمت کرتا ہے اِحسان تُو کس پر دَھرتا ہے؟
کیوں غیروں کا دَم بھرتا ہے؟ کیوں خوف کے مارے مَرتا ہے؟
اُٹھ باندھ کمر، کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

جو عُمر کو مُفت گنوائے گا وہ آخر کو پچھتائے گا
کچھ بیٹھے ہاتھ نہ آئے گا جو ڈھونڈے گا، وہ پائے گا
تو کب تک دیر لگائے گا یا یہ وقت بھی آخر جائے گا
اُٹھ باندھ کمر، کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

یہ دُنیا آخر فانی ہے اور جان بھی اِک دن جانی ہے
پھر تجھ کو کیوں حیرانی ہے کر ڈال جو دل میں ٹھانی ہے
جب ہمت کی جَولانی ہے تو پتھر بھی پھر پانی ہے
اُٹھ باندھ کمر، کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

(نظیر اکبر آبادی)

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- اس نظم میں کتنے بند ہیں؟

۲- کون سا شعر ہے جو ہر بند میں بار بار آیا ہے؟

۳- اس نظم کو زبانی یاد کیجیے۔

(ب) کالم (۱) کی ہر عبارت کے سامنے کالم (۲) کی مناسب عبارت کا نمبر لکھیے:

(۱)	(۲)
☆ گر قوم کی خدمت کرتا ہے	۱- جس بات کا پکّا ارادہ کر لیا ہے
☆ احسان تُو کس پہ دھرتا ہے؟	۲- ہر مشکل کا آسان ہو جانا
☆ غیروں کا دَم بھرنا	۳- ہمّت زوروں پر ہے
☆ عُمر مُفت گنوانا	۴- زندگی بھر بے کار پھرتے رہنا
☆ پتھر پانی ہونا	۵- غیروں کا وفادار ہونا
☆ جو بات کہ دل میں ٹھانی ہے	٦- قوم کی خدمت کرنے میں اپنا ہی بھلا ہے

(ج) خالی جگہوں کو اسی طرح ہم آواز الفاظ سے پُر کریں:

۱- کرتا ہے ______ ______ ______

۲- گنوائے گا ______ ______ ______

۳- فانی ہے ______ ______ ______

کسان

سردی کا موسم ہے، کڑاکے کا جاڑا پڑ رہا ہے، لوگ لحافوں میں دُبکے پڑے نیند کے مزے لے رہے ہیں، ہاتھ تک باہر نکالنا گوارا نہیں۔ اُٹھیں گے تو گرم پانی سے وُضو کریں گے۔ گرم کپڑے پہن کر اور کمبل اوڑھ کر نکلیں گے۔ پھر گرما گرم ناشتا کریں گے اور چائے پییں گے، جب جا کر کہیں کام دھندے کے قابل ہوں گے۔ لیکن کسان کی شان ہی الگ ہے۔ جاڑا ہو، گرمی ہو یا برسات، اس کے لیے سب موسم برابر ہیں۔ کسان ہمیشہ صُبح سویرے اُٹھتا ہے۔ ضَروریات سے فارغ ہو کر اپنے گھر سے نکل کھڑا ہوتا ہے اور کھیتوں کا راستہ لیتا ہے۔

کسان کی بیوی بھی کچھ کم محنتی نہیں ہوتی۔ وہ بھی اپنے شوہر کے ساتھ ہی جاگ اُٹھتی ہے۔ گھر کے کام کاج میں لگ جاتی ہے۔ کسان ناشتا کرنے کے بعد اللہ کا شُکر ادا کرتا ہوا اپنے کام پر روانہ ہو جاتا ہے۔ جاتے جاتے اپنے سوئے ہوئے بچّوں پر ایک نظر ڈالتا ہے تو مسرّت سے اس کا چہرہ کھِل اُٹھتا ہے۔ دل میں سوچتا ہے کہ یہ بھی جوان ہو کر محنتی نکلیں گے۔

کسان مستقبل کے سُہانے خواب دیکھتا ہوا بیلوں کے تھان تک جا پہنچتا ہے۔ بیل بھی تو ایک طرح اس کے بیٹے ہی ہیں۔ دن بھر محنت مشقت میں اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ کبھی اپنی ہمت سے زیادہ بھی کام کرنا پڑے تو انکار نہیں کرتے۔ کسان محبت سے اپنے بیلوں کو تھَپتھپاتا

ہے۔ وہ بھی منہ اُٹھا کر پیار سے اُس کے ہاتھ چاٹتے ہیں۔ کسان یہ دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے کہ اس کی بیوی نے تڑکی ہی بیلوں کے آگے چارا ڈال دیا تھا۔ تھوڑی دیر میں وہ بیلوں کو ساتھ لے کر اپنے کھیتوں میں جا نکلے گا۔ پھر ہَل اپنے کاندھے سے اتار کر بیلوں کے کاندھے پر رکھ کر کھیت جوتے گا اور سورج نکلنے سے پہلے ہی کام شروع کر دے گا۔

کسان اپنے ہَل اور بیلوں کی مدد سے زمین کو نرم کرتا ہے اور اس میں کھاد ڈالتا ہے۔ اس کے بعد موسم کے لحاظ سے اس میں بیج ڈالتا ہے۔ کبھی گندم، کبھی جوار، کبھی باجرا اور کبھی کپاس بوتا ہے۔ ظاہر میں تو وہ یہ سب بیج مٹی میں ملا دیتا ہے مگر اسے اپنے اللہ پر بھروسا ہے کہ اُس کی قدرت سے یہ بیج کچھ ہی دنوں میں کھڑی فصل میں تبدیل ہو جائیں گے اور اللہ کے فضل سے ایک ایک دانے کے سو سو دانے بن بن کر اُسے واپس ملیں گے۔ مگر ایک دانے کو سو دانے میں تبدیل کرنے کے لیے اُسے کچھ کم محنت نہیں کرنی پڑتی۔ بار بار ہَل چلا کر زمین کو نرم کرنا، بیج ڈالنا، اپنی باری پر پانی دینا، کھیت سے گھاس پھونس نکالنا، کیڑے مار دوائیں چھڑکوانا، پرندوں سے فصل کو بچانا اور دُعا کرتے رہنا کہ فصل سیلاب یا ٹڈّی دَل کی نذر نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سے ایسی بارش مانگتے رہنا جس سے فصل کو فائدہ ہو، نقصان نہ ہو۔ غرض ہَل چلانے سے لے کر فصل کاٹنے تک کسان کو مسلسل کام کرنا پڑتا ہے۔ فصل کی کٹائی بھی کچھ کم محنت نہیں چاہتی۔ کسان کٹی ہوئی فصل سے غلّہ اور بھوسا الگ کرتا ہے اور غلّہ بوریوں میں بھر کر ہمارے لیے منڈی میں بھیجتا ہے۔

کیا ہمیں یہ اناج اور سبزیاں استعمال کرتے وقت کبھی اس محنت کا خیال بھی آتا ہے جو کسان ہماری خاطر کرتا ہے؟ ہماری خاطر! ہاں، ہماری خاطر! کسان بے چارہ تو اپنے استعمال کے لیے تھوڑا ہی سا اناج رکھتا ہے۔ باقی سب کا سب تو اس کے اہلِ وطن ہی کے کام آتا ہے۔

ہمیں کسان کی محنت کی قدر کرنی چاہیے اور اس کا احسان مند ہونا چاہیے کہ وہ دن رات محنت کر کے ہماری غذائی ضرورتیں پوری کرتا ہے۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- کسان کس وقت کھیتوں کی طرف روانہ ہوتا ہے؟
۲- کسان کی بیوی کس طرح اپنے شوہر کی مدد کرتی ہے؟
۳- کسان بیلوں کو اولاد کی طرح کیوں سمجھتا ہے؟
۴- بیج بونے سے فصل کاٹنے تک کسان کو کیا کیا کام کرنے پڑتے ہیں؟
۵- ہمیں کسان کا شکر گزار کیوں ہونا چاہیے؟

(ب) معنی لکھیے:

الفاظ: مستقبل-سہانے-تھان-تڑکے- مسلسل-بونا-فصل۔
معانی: صبح سویرے-خوش گوار-پیداوار-لگاتار-آئندہ زمانہ-اُگانا-باندھنے کی جگہ، طویلہ۔

(ج) ۱-ایسے دو دو لفظوں کے ۹ جوڑے بنائیے جن کے معنی ایک دوسرے کے اُلٹ ہوں۔ جیسے: اونچا نیچا۔

الفاظ: اندھیرا- گرمی- کاہل- اُجالا- سخت- اقرار- جاڑا- صبح- محنتی- شام- انکار- نرم- سکھ- پکّا- زیادہ- کچّا- دکھ- کم۔

۲- خالی جگہوں کو دیے ہوئے الفاظ یا محاورات سے پُر کیجیے:
(صبح سویرے-کِھل اٹھا-سُہانے خواب)

۱- عید کے دن ہم سب ______________ جاگ گئے۔
۲- نئے نئے کھلونے دیکھ کر بچے کا چہرہ خوشی سے ______________۔
۳- محنتی بچوں کو مستقبل کے ______________ نظر آتے ہیں۔

عِیدُالاَضحیٰ

آج عِیدُالاَضحیٰ ہے۔ عطیہ اور رعنا دونوں بہنیں اذان کے ساتھ ہی اُٹھ بیٹھی تھیں اور آپس میں باتیں کر رہی تھیں۔ اُن کی امّی پاس سے گزریں تو معلوم ہوا کہ قربانی کے بکروں کی باتیں ہو رہی ہیں۔ والدہ کو قریب آتے دیکھ کر چھوٹی بہن عطیہ نے پوچھا: "کیوں امّی، کیا بکروں کو عید کی رات خواب میں چھریاں نظر آتی ہیں؟"

"کیا معلوم بیٹی! کوئی بکروں کی بات چیت سمجھ سکے تو معلوم ہو۔" اُس کی امّی نے مسکرا کر جواب دیا۔

امّی میری سہیلی ہے نا اسماء، وہ کہہ رہی تھی کہ بکروں اور دُنبوں کو عیدُالاَضحیٰ کی رات میں چھرّیاں نظر آتی ہیں، اس لیے وہ چیختے ہیں۔ ہمارا بکرا بھی تو صبح سے چیخ رہا ہے۔ شاید اسے بھی...." رعنا نے کہا۔

"نہیں بیٹی! عیدُالاَضحیٰ کا خواب سے کیا تعلق؟" اُن کی امی نے کہا۔

"کیوں امّی! خواب سے کیسے تعلق نہیں ہے۔" عطیہ کے بھائی ریحان نے کلمہ پڑھ کر اُٹھتے ہوئے کہا۔ دراَصل اس نے پوری بات نہیں سنی تھی۔ بات کا آخری حصّہ سنا تھا۔

"تمھارے خیال میں عیدُالاَضحیٰ کا خواب سے کوئی تعلق ہے؟" اِس کی امّی نے پُوچھا۔

"ہاں امّی! حَضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے خواب ہی میں تو دیکھا تھا کہ وہ اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام کو ذَبح کر رہے ہیں۔" ریحان نے کہا۔

"اچھا، اچھا، تم اس خواب کی بات کر رہے ہو۔" اس کی امّی نے کہا۔

"اور نہیں تو کیا، پرسوں ہی تو ہمارے ماسٹر صاحب نے یہ سارا قصہ ہمیں سنایا تھا۔" ریحان نے کہا۔

عطیہ بولی: "بھائی جان! وہ قصّہ ہمیں بھی سنایئے۔"

"ہاں، تم اپنی چھوٹی بہن کو وہ قصّہ سناؤ، اتنے میں رعنا اور میں نماز پڑھ لیں۔" یہ کہہ کر دونوں ماں بیٹیاں چلی گئیں۔

"ہاں بھائی جان! وہ کون تھے جنھوں نے خواب دیکھا؟" عطیہ نے پھر پوچھا۔

"وہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام تھے، بڑے بزرگ پیغمبر۔ انھیں اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے میں اولاد دی تھی۔ ان کے پہلے بیٹے کا نام حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام تھا، وہ بھی پیغمبر تھے۔" ریحان نے کہا۔

"جیسے ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ پیغمبر تھے۔" عطیہ نے پوچھا۔

"اچھا تو حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے خواب میں کیا دیکھا تھا؟" عطیہ نے پھر پُوچھا۔

انھوں نے دیکھا تھا کہ وہ اپنے پیارے بیٹے کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر رہے ہیں، انھوں نے مسلسل تین رات یہی خواب دیکھا۔ چوں کہ پیغمبر کا خواب سچّا ہوتا ہے، اس لیے وہ سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی یہی ہے۔ انھوں نے ارادہ کر لیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کو پورا کریں گے۔" ریحان نے کہا۔

"کیا انھوں نے اپنے بیٹے کو ذبح کر دیا؟" عطیہ نے پُوچھا۔

"ذرا سُنو تو! پھر حَضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے بیٹے حَضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام سے یہ خواب بیان کر کے پُوچھا: "بیٹا! تمہارا کیا خیال ہے؟"

انھوں نے جواب دیا: "ابّا جان! اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو حکم دیا ہے اُسے پورا کیجیے۔ میں اِن شاءَاللہ اس امتحان میں پورا اُتروں گا۔"

عطیہ نے بے تاب ہو کر پوچھا: "پھر کیا ہوا؟"

رَیحان نے کہا: "پھر حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام کو ساتھ لے کر گھر سے کچھ فاصلے پر گئے۔ انھیں زمین پر لِٹا کر اُن کے گلے پر چھُری رکھ دی۔ وہ انھیں ذبح کرنے ہی والے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہاں ایک دُنبہ آ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تو بس تمھیں آزمانا چاہتے تھے، سو تم آزمائش میں پُورے اُترے۔ اب اسمٰعیلؑ کے بجائے یہ دُنبہ ذبح کر دو۔ ہم اس قربانی کو ایک بڑی قربانی میں تبدیل کرتے ہیں۔ بڑی قربانی سے اللہ تعالیٰ کی مراد یہی قربانی تھی جو ساری دنیا کے مسلمان عیدالاضحیٰ کے دن کرتے ہیں اور اسی موقعے پر خَانہ کعبہ کا حج بھی کرتے ہیں۔ خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام اور حضرت اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَام نے تعمیر کیا تھا۔"

باتوں باتوں میں دن نکل آیا تھا۔ سب نے نہا کر نئے کپڑے پہنے۔ امّی نے کپڑوں پر عطر لگایا۔ بچّوں نے دادا جان اور دادی جان کو سلام کیا۔ پھر اپنے ابّو کے ساتھ عید گاہ گئے۔ واپسی میں مٹھّائی اور پھَل وغیرہ خریدتے ہوئے گھر پہنچے تو قصائی انتظار کر رہا تھا۔ ان کے ابّو نے بکرا ذبح کرتے ہوئے ایک دُعا پڑھی، جس کا مطلب یہ تھا: "اے اللہ تعالیٰ! تو میری اس قربانی کو بھی اسی طرح قبول فرما جس طرح تُو نے اپنے دوست حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی قربانی کو قبول فرمایا تھا۔"

گوشت بن کر تیار ہوا تو اس کے تین حصّے کیے گئے۔ ایک حصّہ محلے کے غریبوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک حصّہ رشتے داروں اور دوستوں میں اور ایک حصّہ گھر میں رکھ لیا گیا۔ سب گھر والوں نے کلیجی، تکے اور کباب کھائے۔ دن بھر ملاقاتیوں کی آمد و رفت رہی۔ وہ بھی شام کو

اپنے ابّو کے ساتھ دوستوں اور رشتے داروں سے عید ملنے گئے۔
بچّوں کو بزرگوں نے عیدی دی۔ غرض اسی طرح ہنسی خوشی پورا دن گزر گیا۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- عطیہ نے اپنی امّی سے کیا پوچھا اور انھوں نے کیا جواب دیا؟
۲- حَضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے کیوں تیار ہو گئے؟
۳- عِیدالاضحیٰ کے متعلق رَیحان اور عطیہ میں کیا کیا باتیں ہوئیں؟
۴- حَضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے حَضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام کو ذبح کیوں نہ کیا؟
۵- عیدُالاضحیٰ کس کی یاد میں منائی جاتی ہے؟
۶- قربانی کا گوشت کس طرح استعمال کیا جاتا ہے؟

(ب) معنی لکھیے:

الفاظ: دراصل - بے تاب - مرضی - امتحان
معانی: بے قرار - آزمائش - اصل میں - خواہش

(ج) دیے ہوئے الفاظ کی مدد سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے:

الفاظ: مَرضی - ذَبح - تعلق - امتحان - مسلسل - عیدالاضحیٰ

۱- عِیدُالاضحیٰ کا ________ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی قُربانی سے ہے۔
۲- ________ کے موقع پر قُربانی کے جانور ________ کیے جاتے ہیں۔
۳- حامد ________ تین روز سے غیر حاضر ہے۔
۴- ہمیں اللہ تعالیٰ کی ________ کے خلاف کوئی کام نہیں کرنا چاہیے۔
۵- حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو اللہ تعالیٰ نے آزمایا، وہ ہر ________ میں پورے اُترے۔

نوٹ: عیدالاضحیٰ - اضحیٰ کے معنی ہیں قربانیاں۔ عیدالاضحی، قربانیوں کی عید۔

کہنا بڑوں کا مانو

ماں باپ اور استاد سب ہیں خُدا کی رَحمت
ہے روک ٹوک ان کی حق میں تمھارے نعَمت
کڑوی نصیحتوں میں ان کی بھرا ہے اَمرت
چاہو اگر بڑائی، کہنا بڑوں کا مانو

دُنیا میں کی جنھوں نے ماں باپ کی اِطاعت
دُنیا میں پائی عزّت، عُقبیٰ میں پائی راحت
ماں باپ کی اِطاعت ہے دو جہاں کی دولت
چاہو اگر بڑائی، کہنا بڑوں کا مانو

سیکھو گے عِلم وحکمت، ان کی ہدایتوں سے
پاؤ گے مال ودولت، ان کی نصیحتوں سے
پُھولو گے اور پَھلو گے، ان کی ملامتوں سے
چاہو اگر بڑائی، کہنا بڑوں کا مانو

تم کو نہیں خبر کچھ اپنے بُرے بَھلے کی
جتنی ہے عمر چھوٹی، اتنی ہے عقل چھوٹی
ہے بہتری اسی میں جو ہے بڑوں کی مرضی
چاہو اگر بڑائی، کہنا بڑوں کا مانو

(خواجہ الطاف حسین حالؔی)

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- اس نظم میں کتنے بند ہیں؟ ہر بند میں کتنے مصرعے ہیں؟ اور ہر بند کا آخری مصرع کیا ہے؟

۲- اس نظم میں شاعر کا خطاب کون سا ہے؟

۳- بڑائی حاصل کرنے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

۴- اس نظم میں شاعر نے کن کی فرماں برداری کی خاص طور پر نصیحت کی ہے؟

(ب) معنی لکھیے:

الفاظ: نادان- ناتواں- رحمت- اَمرت- عُقبیٰ- راحت- دوجہان- حکمت - مَلامت - اطاعت۔

معانی: آرام- دانائی- جھڑکی- آخرت- دنیا اور آخرت- فرماں برداری-
آبِ حیات- کمزور- ناسمجھ- مہربانی
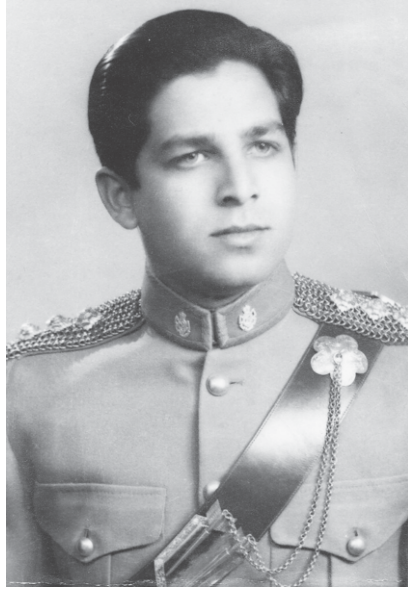
(ج) ذیل کے خاکے کی مدد سے، ماں باپ کی فرماں برداری پر ایک پیرا لکھیے:

جو بچّے ________ کرتے ہیں، وہ دنیا میں ________ پاتے ہیں اور عقبیٰ میں ________ پاتے ہیں۔ ماں باپ کی ________ سے دونوں جہاں کی ________ حاصل ________۔ ان کی ہدایتوں پر چلنے والے ________ سیکھتے ہیں، اور مال و دولت ________ بچّوں کی ________ اسی میں ہے کہ ماں باپ کی مرضی پر ________۔

میجر ضیاءالدّین عبّاسی شہید

۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کی رات کو بھارت نے اچانک ہمارے ملک پر حملہ کر دیا۔ اس وقت میجر ضیاءالدّین عبّاسی سیالکوٹ کے علاقے میں ٹینکوں کے ایک دستے کے افسر تھے۔ دشمن نے اپنی زیادہ تر طاقت اسی محاذ پر لگائی ہوئی تھی۔ اس کی گولا باری سے سیالکوٹ کے آس پاس کے علاقے میں کئی دیہاتی شہید ہو گئے اور شہر کی بعض عمارتوں کو بھی نقصان پہنچا۔ دشمن کو معلوم تھا کہ سیالکوٹ کے علاقے پر ٹینکوں سے آسانی سے حملہ کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے اس نے اپنی ٹینکوں کی زیادہ فوج اس محاذ پر بڑھانی شروع کر دی تھی۔

دشمن کے بہت سے ٹینک پاکستان کی سرحد کی جانب بڑھتے چلے آرہے تھے۔ پاکستان کے پاس دشمن کے مقابلے میں بہت کم ٹینک تھے لیکن ان ٹینکوں پر سوار مجاہدوں کو اللہ تعالیٰ کی مدد کا پُختّہ یقین تھا۔ وہ اپنی جان کی بازی لگا کر دشمن کے ٹینکوں کو روک رہے تھے۔ دشمن کی یلغار کو

روکنے میں میجر عبّاسی کے ٹینک پیش پیش تھے۔ دشمن ان پر اَندھادُھند فائر کر رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس رُکاوٹ کو ہٹائے بغیر آگے نہیں بڑھ سکے گا۔ اِدھر میجر عبّاسی کو بھی اس بات کا پُورا پُورا احساس تھا کہ اگر وہ دشمن کے ٹینکوں کو روکنے میں ناکام ہوگئے تو سیالکوٹ کا شہر دشمن کی زَد سے نہیں بچ سکے گا۔ انھوں نے اپنے ساتھیوں کو بھی اس خطرے سے آگاہ کر کے اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ جان دے دیں گے لیکن دشمن کو آگے نہیں بڑھنے دیں گے۔

ایک بار جب دشمن نے شدید حملہ کیا تو میجر عبّاسی اپنے ساتھیوں کی ہمت بندھانے کے لیے اپنا ٹینک لے کر دشمن کی طرف بڑھے۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو دشمن کے ٹینک ان کے ٹینکوں کو راستے سے ہٹا کر آسانی سے آگے بڑھ جاتے۔ دشمن نے جب ان کے ٹینک کو تیز رفتاری سے آگے بڑھتے دیکھا تو دوسرے ٹینکوں کی جانب سے توجہ ہٹا کی اُنھی کے ٹینک پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ ان کے سامنے دائیں بائیں دشمن کی ٹینکوں کی توپیں آگ اُگل رہی تھیں لیکن میجر عبّاسی شہادت کے شوق میں آگے ہی بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ پاک فوج کے باقی ٹینک بھی بڑی جرأت اور دلیری کے ساتھ تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے اور دشمن کے ٹینکوں کی رفتار سست پڑ گئی تھی۔

میجر عبّاسی کا ٹینک دشمن کے ٹینکوں سے کوئی ایک ہزار گز کے فاصلے پر تھا۔ گولوں کی بَوچھاڑ تیز تر ہوتی گئی۔ میجر عبّاسی کی جان خطرے میں تھی۔ وہ اس خطرے سے واقف تھے لیکن شہادت کا شوق انھیں برابر آگے بڑھائے لیے جا رہا تھا۔ وہ اپنے ٹینک میں کھڑے ہوگئے اور اپنے پیچھے آنے والے مُجاہدوں کا حوصلہ بڑھانے کے لیے اَللّٰہ اکبر کے نعرے لگانے لگے۔ پیچھے آنے والے بھی پورے جوش و خروش سے ان کے نعروں کا جواب دے رہے تھے۔ دشمن

کی یَلغار رُک گئی تھی اور وہ بہادری کے اس کارنامے کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ اچانک دشمن کی توپ کا ایک گولہ عین میجر عبّاسی کے ٹینک پر آ کر لگا اور وہ شہید ہو گئے۔ انھوں نے ہمیشہ کی زندگی حاصل کر لی۔ میجر عبّاسی اور ان کے ساتھیوں کی بہادری کی وجہ سے دشمن کے ٹینک آگے نہ بڑھ سکے اور سیالکوٹ دشمن کے ناپاک قدموں سے محفوظ رہا۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- میجر عبّاسی شہید کا پورا نام کیا ہے؟
۲- میجر عبّاسی ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران کہاں تعینات تھے؟
۳- دشمن نے ٹینکوں سے حملے کے لیے سیالکوٹ کو کیوں تاکا؟
۴- پاکستان مجاہدین نے حملے کی روک تھام کس طرح کی؟
۵- میجر عبّاسی شہید نے اپنی فوج کی ہمّت بڑھانے کے لیے کیا تدبیر اختیار کی؟
۶- میجر عبّاسی نے کس طرح شہادت پائی؟

(ب) معنی لکھیے:

الفاظ: محاذ - شہید - یَلغار - آگاہ - گُلزار - سَعادت

معانی: حملہ - باغ - خوش نصیبی، نیک بختی - کسی اعلیٰ مقصد کے لیے جان قربان کر دینے والا
خبر دار - مقابلے کی جگہ، میدانِ جنگ

(ج) ۱- ہر لفظ کے شروع میں 'نا' لگا کر نیا لفظ بنائیے، جیسے: کام سے ناکام اور اس کے معنٰی بھی بتائیے۔

الفاظ: ____ کام ____ مراد ____ امید ____ جائز
____ واقف ____ لائق ____ خوش۔

۲- ذیل کی عبارت میں ضمیروں کے نیچے نشان لگائیے:

ماں نے زاہد سے کہا: "تمھارا بھائی صبح سویرے اُٹھا۔
اس نے نماز پڑھی، اتنے میں اس کا دوست مُنیر آ پہنچا۔
وہ دونوں چُپکے سے باہر نکل گئے۔ انھوں نے یہ نہیں
بتایا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔ تم جا کر اُن کا پتا لگاؤ اور
انھیں ڈُھونڈ کر لاؤ۔"

(د) صحیح جواب چن کر خالی جگہوں کو پُر کیجیے:

۱- میجر ضیاءالدّین عبّاسی شہید ________ کے محاذ پر شہید ہوئے۔
(لاہور - سیالکوٹ - کشمیر)

۲- میجر ضیاءالدّین عبّاسی شہید ________ کی جنگ کے مجاہدوں میں تھے۔
(۱۹۷۰ء - ۱۹۷۱ء - ۱۹۶۵ء)

۳- میجر ضیاءالدّین عبّاسی شہید اپنے ٹینک میں اس لیے کھڑے ہو گئے تھے کہ وہ ________۔
(دشمن پر صحیح نشانہ لگا سکیں - اپنے ساتھیوں کا حوصلہ بڑھا سکیں - اپنے فوجیوں کی صحیح رہنمائی کر سکیں)

۴- میجر ضیاءالدّین شہید کو اپنی ________ پر پورا پورا بھروسا تھا۔
(فوجی طاقت - قوّتِ ایمانی - مہارت)

۵- سیالکوٹ کے محاذ پر ایک طرف ایمان تھا دوسری طرف ________
(آگ کا طوفان - فوجی ساز و سامان - دشمن کی شان)

صحت وصفائی
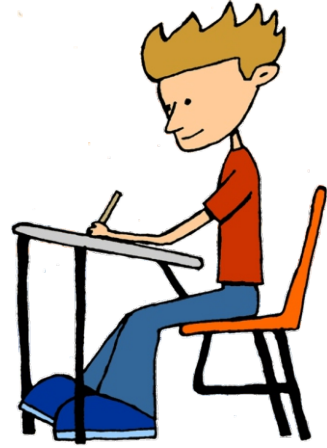
اللہ تعالٰی کی بخشی ہوئی نعمتوں میں سے صِحّت بھی ایک بڑی نعمت ہے۔ اگر انسان صِحّت مند ہے تو دنیا کا ہر کام اس کے لیے آسان ہے۔ بزرگوں کا کہنا ہے کہ صِحّت مند جسم میں صِحّت مند دماغ ہوتا ہے۔ جو شخص جسمانی طور پر ٹھیک نہیں ہوتا، وہ طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسے کوئی چیز اچھی نہیں لگتی۔ اس کے مزاج میں چِڑچِڑا پن پیدا ہو جاتا ہے اور دوسروں سے بلاوجہ لڑتا جھگڑتا رہتا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم صحت مند اور تندرست رہنے کی کوشش کریں۔ تندرست رہنے کے لیے جسم، لباس اور ماحول کا صاف ستھرا ہونا بہت ضروری ہے۔ جسم کو صاف رکھنے کے لیے روزانہ نہانا چاہیے۔ صبح سویرے اُٹھ کر ہلکی پھلکی ورزش، دانتوں اور ناختوں کی صفائی ضروری ہے۔

غُسل سے جسم کا مَیل کچُیل صاف ہو جاتا ہے۔ نہا دھو کر صَاف سُتھرا لباس پہننا چاہیے۔

تندرستی قائم رکھنے کے لیے وَرزِش بہت ضروری ہے۔ وَرزِش کرنے سے دورانِ خون تیز ہو جاتا ہے اس طرح خوُن کی ساری خَرابی پَسینے کی شکل میں باہر نکل جاتی ہے۔ ورزِش کرنے والے کا ہاضمہ بھی درست رہتا ہے اور غذائیں فورًا ہضم ہو جاتی ہیں۔ ورزِش کرنے سے انسانی جسم میں طاقت بھی آجاتی ہے۔

صحت مند ہونے کے لیے مُتوازن غِذا ضروری ہے۔ مُتوازن غِذا میں وہ تمام اَجزا شامل ہوتے ہیں جن کا استعمال انسانی جسم کے لیے ضروری ہے۔ مُتوازِن غِذا میں گوشت، نشاستہ، رَوغنیات، حیاتین اور نمکیات شامل ہیں۔ روزانہ ایک جیسی غذا کھا کر انسان بیمار ہو سکتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم روزانہ ایک جِیسی غِذا استعمال نہ کریں بلکہ بدل بدل کر استعمال کریں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم سادہ غذا استعمال کریں۔ کھانا وقت پر اور ضُرورت کے مطابق کھائیں۔ زیادہ کھانا کھانے یا ہر وقت کچھ نہ کچھ کھاتے رہنے سے ہاضمہ بگڑ جاتا ہے۔

نَبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ کا فرمان ہے کہ "صَفائی نِصف ایمان ہے"۔ اس لیے ہمارا گھر صَاف سُتھرا، روشن اور ہوادار ہونا چاہیے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے مُحلّے کی صَفائی کا بھی خیال رکھیں۔ گھروں کے آس پاس پانی جمع نہ ہونے دیں۔ پانی جمع ہونے سے مَچھّر پیدا ہو جاتے ہیں جس سے ملیریا پھیل جاتا ہے۔ اس لیے اگر کہیں پانی جمع ہو جائے تو اس پر مٹّی کا تیل چھڑک دیں تاکہ کِیڑے مَکوڑے مر جائیں۔

کارخانوں، بسوں اور گاڑیوں کا دھواں فِضّا کو خراب کر دیتا ہے، جس کی وجہ سے انسان طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کارخانوں سے خارج ہونے والا گندا پانی بھی ہمیں

نقصان پہنچاتا ہے۔ جگہ جگہ کُوڑے کَرکٹ کے ڈھیر بھی بیماریوں کے پھیلنے کا سبب بنتے ہیں۔ ہم سب کا فرض ہے کہ ہم اپنے ماحول کو صَاف سُتھرا رکھیں۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- صحت مند رہنے کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

۲- بیمار آدمی کا مزاج کس قسم کا ہو جاتا ہے؟

۳- دانتوں کو صاف رکھنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟

۴- ورزِش سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟

۵- مُتوازن غِذا سے کیا مُراد ہے؟

۶- صَفائی کے بارے میں ہمارے پیارے رسول حَضرت مُحمّد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کا کیا ارشاد ہے؟

۷- ہم اپنے ماحول کو کس طرح صاف ستھرا رکھ سکتے ہیں؟

(ب) جملوں میں استعمال کیجیے:

الفاظ: ذاتی صَفائی - ماحول - غِذا - نقصان - ملیریا

چاند

تم ندّی پر جاکر دیکھو	جب ندّی میں نہائے چاند
ڈُبکی لگائے، غُوطے کھائے	ڈر ہے ڈُوب نہ جائے چاند
کرنوں کی اِک سِیڑھی لے کر	چھم چھم اُترا آئے چاند
ہنس ہنس کر ندّی کے اندر	روتوں کو بھی ہنسائے چاند
جب تم اس کو پکڑنے جاؤ	بادل میں چُھپ جائے چاند
پھر چُپکے سے نکل کر دیکھے	اور پھر خود کو چُھپائے چاند
اب ہالے میں چُپ بیٹھا ہے	کیا کیا رُوپ دکھائے چاند

چاہے جدھر کو جاؤ افسرؔ
ساتھ تُمھارے جائے چاند

(حامد اللہ افسرؔ میرٹھی)

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیں:

۱- شاعر کو ندّی کے کنارے چاند کیسا نظر آیا؟

۲- چاند کے ڈُبکی لگانے یا غوطے کھانے سے شاعر کی کیا مُراد ہے؟

۳- چاند روتوں کو کس طرح ہنساتا ہے؟ ۴- چاند دیکھ کر آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟

(ب) دیے ہوئے الفاظ سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے: الفاظ: خُوش - چَہچہاتی - مَہک - خدمت - وطن

۱- پُھولوں کی خُوشبو سے باغ ______ رہا ہے۔ ۲- پاکستان ہمارا پیارا ______ ہے۔

۳- ہمیں اپنے والدین کی ______ کرنی چاہیے۔ ۴- صبح کی تازہ ہوا سے جی ______ ہوتا ہے۔

۵- چڑیاں ______ ہیں۔

شیخ چِلّی کا منصوبہ

ایک مرتبہ شیخ چِلّی کی ماں نے اُن سے کہا: "دیکھو بیٹا! سردی کا موسم قریب ہے، گھر میں لکڑیاں ختم ہونے والی ہیں، جنگل سے لکڑیاں کاٹ لاؤ۔"

شیخ چِلّی کُلہاڑی اور رسّی لے کر جنگل سے لکڑیاں لینے چل پڑے۔ جنگل میں پہنچ کر وہ ایک درخت پر چڑھ گئے اور پھر اسی شاخ کو کاٹنے لگے جس پر وہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اُدھر سے ایک بوڑھا شخص گزرا۔ اُس نے شیخ چِلّی کی اس حماقت کو دیکھا تو کہا: "ارے بے وقوف! تم جس شاخ پر بیٹھے ہو اسی کو کاٹ رہے ہو! شاخ کے ساتھ تم خود بھی زمین پر گر پڑو گے"۔ شیخ چِلّی بولے: "جاؤ جاؤ، اپنا راستہ ناپو۔ تم چاہتے ہو کہ میں اس شاخ کو چھوڑ دوں اور تم خود اسے کاٹ کر اپنے گھر لے جاؤ۔" شیخ چِلّی کی بات سن کر وہ شخص سمجھ گیا کہ یہ کوئی نہایت ہی احمق آدمی ہے، اس کو نصیحت کرنا فضول ہے۔ وہ آگے بڑھ گیا۔ ابھی وہ چند قدم ہی چلا ہوگا کہ شیخ چِلّی شاخ سمیت زمین پر آرہے۔ درخت کے نیچے ریت تھی، اس لیے زیادہ چوٹ نہیں لگی۔ وہ دوڑ کر اس شخص کے پاس پہنچے اور بڑی عقیدت سے بولے: "آپ تو بڑے پہنچے ہوئے بزرگ معلوم ہوتے ہیں۔ مجھے یہ بتائیے کہ میں کب مَروں گا۔"

اُس شخص نے ہزار سمجھایا کہ "بھائی مجھے کیا معلوم تم کب مَرو گے"۔ لیکن شیخ چِلّی نے کسی طرح اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ آخر اس شخص نے اپنا پیچھا چُھڑانے کے لیے کہا "تمھاری موت ہفتے کے سات دنوں میں سے کسی ایک دن واقع ہوگی"۔

اگلے سات دنوں کے دوران میں شیخ چلی نے اپنے لیے قبرستان میں ایک قبر تیار کرالی اور جب سات دن گزر گئے تو وہ جاکر اس قبر میں لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص انڈوں کی

ٹوکری لیے شیخ چلی کی قبر کے پاس آکر سستانے کے لیے بیٹھ گیا اور اُونچی آواز میں اپنے آپ سے کہنے لگا "ہائے میں کتنا تھک گیا ہوں! اب تو مجھ سے چلا بھی نہیں جارہا۔ یہاں کوئی مزدور بھی نہیں جو انڈوں کی ٹوکری میرے گھر تک لے چلے۔" شیخ چلی بھلا کب خاموش رہ سکتے تھے۔ قبر میں لیٹے لیٹے بولے: "بھائی! ہمارا تو انتقال ہوچکا ہے ورنہ ہم یہ ٹوکری تمھارے گھر پہنچادیتے۔" انڈوں کا مالک شیخ چلی کو جانتا تھا۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا "یہ بات تو ٹھیک ہے۔ لیکن اگر آپ یہ ٹوکری اٹھا کر لے چلیں تو میں آپ کو ایک روپیہ دوں گا۔" روپے کی بات سُن کر شیخ چلی جھٹ کپڑے جھاڑ کر قبر سے باہر نکل آئے اور انڈوں کی ٹوکری سر پر رکھ کر اس شخص کے ساتھ ہولیے۔ راستے میں انھوں نے روپیہ خرچ کرنے کا منصوبہ بنانا شروع کیا۔ انھوں نے سوچا، "مجھے اُجرت کا جو روپیہ ملے گا، اس سے میں انڈے خریدوں گا۔ انڈوں سے چوزے نکلیں گے، جو بڑے ہوکر مرغیاں بنیں گے۔ پھر وہ مرغیاں اور انڈے دیں گی اور ان سے بھی چوزے نکلیں گے اور وہ مرغیاں بنیں گی۔ جب اسی طرح بہت سی مرغیاں ہوجائیں گی تو میں انھیں بیچ کر ایک بکری خریدوں گا، اس بکری کے کئی بچّے ہوں گے۔ ان سب کو بیچ کر گائے لوں گا۔ گائے کے بچھڑے ہوں گے، ان سب کو بیچ کر بھینس لوں گا۔ جب بہت ساری بھینسیں ہوجائیں گی تو انھیں بیچ کر زمین خرید لوں گا اور کھیتی باڑی کروں گا۔ اس طرح میرے پاس بہت ساری دولت جمع ہوجائے گی۔ پھر میں شادی کروں گا، میرا اپنا گھر ہوگا، بیوی بچّے ہوں گے۔ میں اپنی بیوی پر خوب حکم چلایا کروں گا اور بچّے کسی بات پر ضد کریں گے تو، گھونسوں اور لاتوں سے ان کی اس طرح پِٹائی کیا کروں گا۔ یہ کہتے ہوئے شیخ چِلّی نے خیال ہی خیال میں بچّوں کو پیٹنے کے لیے جو لاتیں اور مُکّے چلائے تو ٹوکری سر سے گِرپڑی اور سارے انڈے ٹوٹ گئے۔ انڈوں کے مالک نے شیخ چِلّی کی اس حرکت پر اپنا سر پیٹ لیا اور بولا "ارے میاں! تم نے میرے پچاس روپے کا نقصان کردیا۔"

شیخ چِلّی نے غصّے سے جواب دیا "ہونہہ، تمھیں اپنے پچّاس روپے کی پڑی ہے۔ میرا تو سارا خاندان ہی تباہ ہو گیا۔"

مشق

(الف) شیخ چِلّی: یہ ایک فرضی نام ہے اور ہر ایسے شخص کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے جو احمقوں کی طرح سوچے اور احمقوں کی طرح کام کرے۔

(ب) معنی لکھیے:

الفاظ: فضول۔حماقت۔عقیدت۔انتقال۔اُجرت

معانی: مزدوری۔وفات۔بے وقوفی۔بے کار۔ادب اور یقین

(ج) قواعد: ذیل کے جملوں میں فاعل یا مفعول کی جگہ ضمیریں لگائیے:

۱۔ ________ خط لکھ رہا ہوں۔
۲۔ ابّا جان ________ بلا رہے ہیں۔
۳۔ ________ اسکول جا رہے ہیں۔
۴۔ امی نے ________ دعائیں دیں۔
۵۔ ________ نے کتاب خریدی۔
۶۔ اسلم نے ________ کیوں مارا؟
۷۔ ________ کہاں گیا ہے؟
۸۔ میں ________ ڈھونڈنے جا رہا ہوں۔
۹۔ ________ نے ناشتہ نہیں کیا۔
۱۰۔ تم نے ________ نہیں دیکھا۔

فاعل: وہ۔انھوں۔تم۔میں۔ہم۔

مفعول: انھیں۔تمھیں۔اُسے۔مجھے۔ہمیں۔

(د) خالی جگہوں میں صحیح جواب چُن کر لکھیے:

۱۔ شیخ چلی ______ آدمی کو کہتے ہیں۔ (شیخی بگھارنے والے۔خیالی پلاؤ پکانے والے۔بے پَر کی اُڑانے والے)

۲۔ شیخ چِلّی ایک ________ نام ہے۔ (تاریخی۔فرضی۔حقیقی)

۳۔ شیخ چِلّی زخمی اس لیے نہیں ہوئے کہ ______۔
(نیچے ریت تھی۔شاخ بہت نیچی تھی۔وہ شاخ پر سے کود گئے تھے)

۴۔ شیخ چلّی کی کہانی ہمیں یہ درس دیتی ہے کہ ہمیں ہمیشہ ___ سے کام لینا چاہیے۔ (احتیاط۔ہوش حواس۔عقل)

دعا

اِلٰہی مجھے عِلم و حِکمت عَطا کر
جہاں میں مجھے شان و عظمت عَطا کر

منوّر کروں روشنی سے جہاں کو
مجُھے وہ چراغِ ہدایت عَطا کر

کئی سومنات اب مِرے سامنے ہیں
مجھے غَزنوی کی شُجاعت عَطا کر

مِرے ننھے دل میں ہمیشہ خُدایا
غریبوں، یتیموں کی اُلفت عَطا کر

جہاں میں سحؔر سا اُجالا ہو ہر سُو
وہ ذوقِ عَمل اور ہِمّت عَطا کر

(حسین سحؔر)

★ دُعا- اللہ تعالیٰ کو مدد کے لیے پکارنا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جو پکارنے والے کی پکار کو سنے اور پھر اس کی مدد بھی کرے۔ اللہ تعالیٰ سے اگر کسی نیک کام کے لیے، سچّے دل سے دعا کی جائے تو وہ قبول ہوتی ہے۔

★ سومنات: بھارت میں ایک بہت بڑا مندر تھا، جس کے بُت کو محمود غزنوی نے توڑا تھا۔ پُجاریوں نے محمود کو دولت کے ڈھیر پیش کیے کہ وہ اُس بُت کو نہ توڑے۔ محمود نے کہا: "میں بُت فروش نہیں کہلانا چاہتا۔"

★ یہاں سومنات سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کی محبت میں گرفتار ہو کر لوگ اللہ تعالیٰ کو بھول گئے ہیں۔